Spot CMYK#Waheed

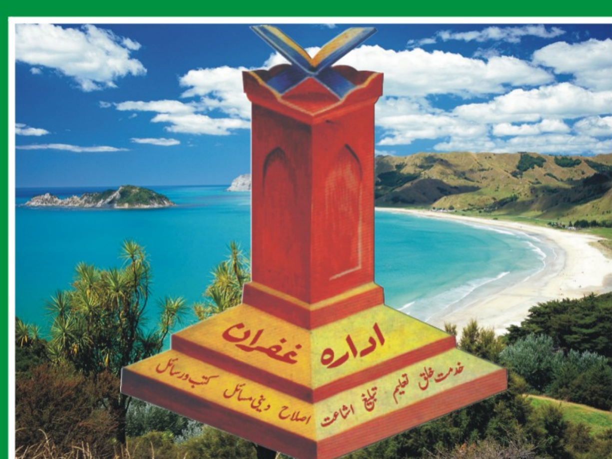

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس، مفتی محمد امجد، حکیم محمد فیضان، غفار الحق

فی شمارہ............25 روپے
سالانہ..........300 روپے

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

قانونی مشیر
الحاج غلام علی فاروق
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

ادار یہ .... بدامنی پھیلانے والوں کا تعاون نہ کیجیے	مفتی محمد رضوان	3
درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط 146) ...... میاں بیوی کے درمیان خلع کا حکم	// //	5
درسِ حدیث .... انسان کا اپنی موت واقع ہونے والی جگہ پہنچ جانا	// //	14

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

ملفوظات	مفتی محمد رضوان	17
اہلِ جنت اور کافور وسلسبیل کی نہریں (حصہ چہارم)	مفتی محمد امجد حسین	23
دس محرم سے متعلق بعض روایات کی حیثیت (قسط 1)	مولانا محمد ریحان	26
تحمل وبرداشت	قاری جمیل احمد	32
ماہِ ذوالقعدۃ: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	مولانا طارق محمود	34
علم کے مینار: .... ابوحنیفہ، حلقۂ درس کی خصوصیات	مولانا غلام بلال	36
تذکرۂ اولیاء: .... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب	مفتی محمد ناصر	41
پیارے بچو! .... سورج	مولانا محمد ریحان	46
بزمِ خواتین .... ازواج مطہرات کے نکاح (قسط 7)	مفتی طلحہ مدثر	47
آپ کے دینی مسائل کا حل .... مقدّس اَوراق کا حکم (تیسری وآخری قسط)	ادارہ	56
کیا آپ جانتے ہیں؟ .... ملاقات کے آداب	مفتی محمد رضوان	73
عبرت کدہ .... حضرت موسیٰ کا مدین پہنچنا	مولانا طارق محمود	77
طب وصحت .... چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط 5)	مفتی محمد رضوان	82
اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز	مفتی محمد امجد حسین	88
اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	مولانا غلام بلال	91

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

بدامنی پھیلانے والوں کا تعاون نہ کیجیے

وطنِ عزیز میں کچھ سیاسی وغیرسیاسی عناصر ایسے پائے جاتے ہیں کہ جو امن قائم ہونے کے دشمن اور بدامنی پھیلانے کے حامی ہیں، خواہ اس کی وجہ ان کی ملک سے دشمنی ہو، یا پھر موجودہ حکومت کی ناکامی ثابت کرکے، خود اپنے آپ کو آگے لانا ہو۔

اس لیے یہ عناصر اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے وقتاً فوقتاً مختلف چیزوں کو بنیاد بنا کر ملک میں بدامنی کو ہوا دیتے ہیں، اور سیاسی مخالفت کی آڑ میں مختلف قسم کے محاذ کھڑے کرکے ترقیاتی کاموں میں روڑے اٹکاتے رہتے ہیں۔

ایسے حالات میں ہمیں بہت احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ملک کو ترقی دینے اور بے روزگاری وغیرہ کو ختم کرنے کے عنوان سے در پردہ بعض عناصر اپنے مذموم مقاصد وعزائم حاصل یا پورے کرنے کے لیے ہمیں استعمال نہ کرلیں، جیسا کہ اس کی متعدد مرتبہ کوششیں ہوچکی ہیں۔

اس دوران پچھلے چند سالوں میں دارالحکومت میں جو ملک وقوم کا مرکزِ اعصاب ہے، دھرنوں کا سلسلہ جاری رہا، دارالحکومت میں یہ مہم جوئی وطالع آزمائی پورے نظامِ زندگی کو معطل، کاروبارِ حکومت کو مفلوج اور قوم کو یرغمال بنا کے رکھتی رہی، پھر ان دھرنوں میں جو حرکتیں ہوتی رہیں، ان پر شرافت، انسانیت اور اسلامیت سر پیٹ کر رہ گئی، اور ملکی معیشت پر جو اثرات ان دھرنوں کے پڑتے رہے، جس کے جھٹکے سال سال بھر تاجر برادری سہتی رہی ہے، وہ الگ داستان ہے۔

اب پھر گزشتہ دنوں دھرنے کے عنوان سے دوبارہ اس طبقہ نے سر اٹھانے کی کوشش کی تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی سازش کو ناکام بنادیا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ملک میں بغاوت وانارکی پھیلانے اور تشدد کو ہوا دینے اور حکومت کو غیر مستحکم کرنے کی اس وقت گنجائش نہیں ہے، ایسے حالات میں جب کہ انڈیا کی حکومت کا متعصّبانہ وجارحانہ رویہ سب کے سامنے ہے، اور ہم اپنی تاریخ کے نازک موڑ پر کھڑے ہیں، ایسے میں ملک میں خود ہی اپنے سسٹم کے خلاف اس

قسم کی مہم جوئی کرنا خدانخواستہ

"لمحوں نے خطاء کی تھی،صدیوں نے سزا پائی"

کا کڑوا تاریخی سبق ہمارے لیے نہ دُہرا دے۔

اس لیے ایسے عناصر سے ہوشیار باش کی ضرورت ہے کہ جو ملک کے اندر بیٹھ کر باہر بیٹھے ہوئے دشمنوں کے مشن کی تکمیل میں ہاتھ بٹا رہے ہیں،ایسے حالات میں بدامنی پیدا کرنے والے طبقہ کی ہاں میں ہاں ملانا یا اس کا زبانی، کلامی کسی طرح سے تعاون کرنا،انتہائی نقصان دہ ہے۔

افسوس کہ اس قسم کے ملک دشمن عناصر ترقی اور بہتری وغیرہ کا خوبصورت عنوان لگا کر آ گے ہیں،جس سے بہت سے سادہ لوح عوام متاثر ہو جاتے ہیں، پھر یہ عناصر اپنے کام کر کے چلے جاتے ہیں،اور جب وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے،تو پھر آنکھیں کھلتی ہیں،اور حقیقت سے پردہ چاک ہوتا ہے،لیکن وقت ہاتھ سے نکل جانے کی وجہ سے پھر کچھ نہیں ہو پاتا۔

اس لیے اس طرح کے عناصر سے پہلے ہی آ گاہ اور باخبر رہنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ اس قسم کے شرپسند عناصر سے ملک وملت کی حفاظت فرمائے۔آمین

Idara Ghufran

(سورہ بقرہ: قسط نمبر146، آیت نمبر229) مفتی محمد رضوان

میاں بیوی کے درمیان خلع کا حکم

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْــًٔـا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (سورة البقرة، رقم الآية ۲۲۹)

ترجمہ: اورنہیں ہے حلال تمہارے لیے یہ کہ لوتم اس میں سے جوتم دے چکے ہو ان (عورتوں) کو کچھ بھی، مگر یہ کہ وہ دونوں ڈریں اس بات سے کہ وہ نہ قائم رکھ سکیں گے اللہ کی حدود کو، پس اگر ڈر ہوتمہیں یہ کہ نہیں قائم رکھ سکیں گے وہ دونوں اللہ کی حدود کو تو کوئی گناہ نہیں ان دونوں پر اس (معاوضہ) میں جو فدیہ کے طور پر دے عورت، یہ اللہ کی حدود ہیں پس نہ تجاوز کرو تم ان سے اور جو تجاوز کرتا ہے اللہ کی (مقررہ) حدوں سے تو وہی لوگ ظالم ہیں (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

پہلے سے طلاق کا بیان چل رہا ہے، اور آگے بھی طلاق کا بیان آتا ہے، آیت کے مذکورہ بالا الفاظ میں دو چیزوں کا حکم بیان ہوا ہے، پہلا حکم تو یہ بیان ہوا ہے کہ عورت کو جو مہر یا ہدیہ، تحفہ وغیرہ اس کے شوہر کی طرف سے دیا گیا ہے، وہ شوہر کو عورت سے بلا وجہ واپس لینا حلال نہیں، کیونکہ وہ عورت کی ملکیت ہے، اور کسی کا مملوکہ مال اس کی خوشدلی کے بغیر حلال نہیں، احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

البتہ اگر عورت خود ہی خوشدلی سے شوہر کو کچھ دے، تو پھر الگ بات ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ایک موقع پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَآتُوا النِّسَآءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْئًا مَرِيْئًا (سورة النساء، رقم الآية ۴)

ترجمہ: اور ادا کر دو تم عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے، پھر اگر وہ خوشی سے تمہیں کچھ اُس میں

سے دیں، تو تم اسے ذوق وشوق سے کھالو (سورہ نساء)

مطلب یہ ہے کہ بیویوں کو ان کا مہر خوشی سے ادا کرنے کا حکم ہے، اور اس کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا درست نہیں، البتہ اگر کوئی عورت خوش دِلی کے ساتھ مہر یا اس کا کوئی حصہ شوہر کو معاف کردے، یا لے کر بعد میں اپنی خوشی سے مرد کو ہدیہ کردے، تو پھر مرد کے لئے اس کا استعمال جائز ہوجاتا ہے۔

اور قرآن مجید میں ہی دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَـاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ (سورة النسآء، رقم الآية ١٩)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے، نہیں حلال ہے تمہارے لیے، یہ کہ وارث بنو تم عورتوں کے زبردستی، اور نہ روک کر رکھو ان کو، اس غرض سے کہ لے لو تم بعض وہ مال جو تم ان کو دے چکے ہو (سورہ نسآء)

اس سے معلوم ہوا کہ شوہر نے عورت کو جو مہر وغیرہ دیا ہے، وہ یا اس میں سے کچھ حصہ عورت کی خوشدلی کے بغیر واپس لینا جائز نہیں، اور نہ ہی اس مقصد کے لیے عورت کو تنگ کرنا یا روک کر رکھنا جائز ہے، اور اگر عورت خوشدلی سے مرد کو مال دینا چاہے، تو اس کو لینے میں حرج نہیں، جیسا کہ پہلے گزرا۔

مذکورہ آیت میں دوسری چیز یہ بیان کی گئی کہ اگر زوجین کے درمیان اختلاف پیدا ہوجائے، اور میاں بیوی کو یہ خوف ہو کہ وہ باہمی منافرت اور کدورت کے باعث ایک ساتھ رہ کر اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے، اور زوجین پر ایک دوسرے کے جو حقوق ہیں، ان کی ادائیگی نہیں کرسکیں گے، تو دونوں پر اس بارے میں کوئی گناہ نہیں کہ عورت، مرد کو کچھ معاوضہ دے اور مرد اس سے معاوضہ لے کر نکاح کے رشتہ کو ختم کردے، جس کو ''خلع'' کہا جاتا ہے، تاکہ دونوں گناہ سے بچ جائیں، ایسی صورت میں عورت کے لیے مال کا دینا اور مرد کے لیے مال کا لینا جائز ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اللہ کی قائم کردہ حدود ہیں، پس ان سے تجاوز نہ کیا جائے، اور جو لوگ اللہ کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں وہ سراسر ظالم ہیں۔ [1]

---

[1] وقوله :ولا يحل لكم أن تأخذوا مما آتيتموهن شيئا أى لا يحل لكم أن تضاجروهن وتضيقوا عليهن، ليفتدين منكم بما أعطيتموهن من الأصدقة أو ببعضه، كما قال تعالى:

ولا تعضلوهن لتذهبوا ببعض ما آتيتموهن إلا أن يأتين بفاحشة مبينة فأما إن وهبته المرأة شيئا عن طيب نفس منها، فقد قال تعالى :فإن طبن لكم عن شيء منه نفسا فكلوه هنيئا مريئا.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکورہ آیت میں چونکہ خلع کا حکم بیان ہوا ہے، اس لیے آگے ''خلع سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کیے جاتے ہیں۔

مسئلہ:...... ''خلع'' کے لغت میں معنیٰ نکالنے اور الگ کرنے کے آتے ہیں۔اور فقہائے کرام کے نزدیک خلع کے معنیٰ ملکِ نکاح کو عورت سے مال لے کر ختم کرنے کے آتے ہیں۔ [1]

مسئلہ:......فقہائے کرام کا اس بارے میں اتفاق ہے کہ خلع جب طلاق کے لفظ کے ساتھ ہو، یا خلع کے لفظ سے طلاق کی نیت کی جائے، تو اس سے طلاق واقع ہوتی ہے، اور اس پر طلاق کے احکام جاری ہوتے ہیں۔

اور اگر ''خلع'' طلاق کے علاوہ کسی اور لفظ سے واقع ہو، اور اس سے طلاق کی نیت بھی نہ کی جائے، تو بھی جمہور فقہائے کرام کے نزدیک یعنی حنفیہ کے مفتیٰ بہ قول کے مطابق اور مالکیہ کے نزدیک اور امام شافعی کے جدید قول کے مطابق اور حنابلہ کی ایک روایت کے مطابق اس خلع کو ''طلاق'' کا حکم حاصل ہوتا ہے، اور اس پر طلاق کے احکام جاری ہوتے ہیں۔

جبکہ امام شافعی کے قدیم قول کے مطابق اور حنابلہ کی مشہور روایت کے مطابق اس خلع کو ''نکاح کے فسخ'' کا حکم حاصل ہوتا ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وأما إذا تشاقق الزوجان، ولم تقم المرأة بحقوق الرجل وأبغضته ولم تقدر على معاشرته، فلها أن تفتدى منه بما أعطاها، ولا حرج عليها فى بذلها له، ولا حرج عليه فى قبول ذلك منها، ولهذا قال تعالى :ولا يحل لكم أن تأخذوا مما آتيتموهن شيئا إلا أن يخافا ألا يقيما حدود الله فإن خفتم ألا يقيما حدود الله فلا جناح عليهما فيما افتدت به الآية(تفسير ابنِ كثير، ج ا ص ۴۶۱، سورة البقرة)

[1] الخلع (بالفتح) لغة هو النزع والتجريد، والخلع (بالضم) اسم من الخلع .

وأما الخلع عند الفقهاء فقد عرفوه بألفاظ مختلفة تبعا لاختلاف مذاهبهم فى كونه طلاقا أو فسخا، فالحنفية يعرفونه بأنه عبارة عن :أخذ مال من المرأة بإزاء ملك النكاح بلفظ الخلع .

وتعريفه عند الجمهور فى الجملة هو :فرقة بعوض مقصود لجهة الزوج بلفظ طلاق أو خلع (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۹ ص ۲۳۴ ، مادة "خلع")

[2] حقيقة الخلع:لا خلاف بين الفقهاء فى أن الخلع إذا وقع بلفظ الطلاق أو نوى به الطلاق فهو طلاق وإنما الخلاف بينهم فى وقوعه بغير لفظ الطلاق ولم ينو به صريح الطلاق أو كنايته .فذهب الحنفية فى المفتى به والمالكية والشافعى فى الجديد والحنابلة فى رواية عن أحمد إلى أن الخلع طلاق .وذهب الشافعى فى القديم والحنابلة فى أشهر ما يروى عن أحمد إلى أنه فسخ .

هذا والقائلون بأن الخلع طلاق متفقون على أن الذى يقع به طلقة بائنة ، لأن الزوج ملك البدل عليها فتصير هى بمقابلته أملك لنفسها؛ ولأن غرضها من التزام البدل أن تتخلص من الزوج ولا يحصل ذلك إلا بوقوع

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ:...... جن حضرات کے نزدیک خلع کو طلاق کا حکم حاصل ہوتا ہے، ان کے نزدیک اگر خلع سے متعلق الفاظ زبان یا تحریر سے ادا کرتے وقت شوہر کی طرف سے ایک طلاق کی نیت کی جائے، تو ایک طلاق واقع ہوتی ہے، اور تین طلاق کی نیت کی جائے، تو تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں۔

اور اگر ایک یا تین کے بجائے دو طلاقوں کے واقع کرنے کی نیت کی جائے، تو اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔

جبکہ حنفیہ میں سے امام زفر کے نزدیک اور مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک دو طلاقوں کے واقع کرنے کی نیت کی صورت میں دو طلاقیں ہی واقع ہوتی ہیں، جس طرح سے کہ سب حضرات کے نزدیک ایک کی نیت کرنے کی صورت میں ایک اور تین کی نیت کرنے کی صورت میں تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں۔ [1]

مسئلہ:...... جن فقہائے کرام کے نزدیک خلع کو طلاق کا حکم حاصل ہے، ان کے نزدیک اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے آگے پیچھے تین مرتبہ خلع کرے، تو ہر مرتبہ خلع کو طلاق کا حکم حاصل ہونے کی وجہ سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، اور اس کے بعد حلالۂ شرعیہ کے بغیر تجدیدِ نکاح کی گنجائش نہیں رہتی۔

اور جن حضرات کے نزدیک اس کے برعکس ''خلع'' کو فسخ کا حکم حاصل ہے، ان کے نزدیک اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے آگے پیچھے تین یا اس سے زیادہ مرتبہ خلع کرے، تب بھی ان دونوں مرد وعورت کو کسی وقت باہم تجدیدِ نکاح کی گنجائش پائی جاتی ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ البينونة .إلا أن الحنفية ذكروا أن الزوج إن نوى بالخلع ثلاث تطليقات فهي ثلاث، لأنه بمنزلة ألفاظ الكناية، وإن نوى اثنتين فهي واحدة بائنة عند غير زفر، وعنده ثنتان، كما في لفظ الحرمة والبينونة وبه قال مالك .والخلاف في هذه المسألة إنما يكون بعد تمام الخلع لا قبله، وسبب الخلاف في كون الخلع طلاقا أو فسخا، أن اقتران العوض فيه هل يخرجه من نوع فرقة الطلاق إلى نوع فرقة الفسخ، أو لا يخرجه(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۹ ص۲۳۷ و۲۳۸، مادة "خلع")

[1] ويتفرع على كون الخلع طلاقا أنه إن نوى بالخلع أكثر من تطليقة عند المالكية والشافعية والحنابلة وزفر يقع ما نواه.وعند الحنفية إن نوى ثلاث تطليقات فهي ثلاث، لأنه بمنزلة ألفاظ الكناية، وإن نوى اثنتين فهي واحدة بائنة عند غير زفر من الحنفية؛ لأن الخلع معناه الحرمة، وهي لا تحتمل التعدد لكن نية الثلاث تدل على تغليظ الحرمة فتعتبر بينونة كبرى(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۹ ص ۲۳۹، مادة "خلع")

[2] ويتفرع على كونه فسخا أنه لو خالعها مرتين ثم خالعها مرة أخرى، أو خالعها بعد طلقتين فله أن يتزوجها حتى وإن خالعها مائة مرة؛ لأن الخلع على هذا القول لا يحتسب من الطلقات .

واختلف الشافعية فيما إذا نوى بالخلع الطلاق مع تفريعهم على أنه فسخ هل يقع الطلاق أو لا؟ فيه وجهان(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۹ ص ۲۳۹، مادة "خلع")

مسئلہ:...... جن الفاظ سے خلع واقع یا معتبر ہوتا ہے، وہ فقہائے کرام کے نزدیک مخصوص الفاظ ہیں، جن میں سے بعض الفاظ خلع کے لیے صریح شمار ہوتے ہیں کہ ان سے نیت کے بغیر بھی ظاہراً خلع واقع ہوجاتا ہے، اور بعض الفاظ خلع کے لیے کنائی شمار ہوتے ہیں کہ ان سے نیت کی صورت میں ہی خلع واقع ہوتا ہے، ان الفاظ کی تفصیل فقہائے کرام کی کتب میں مذکور ہے۔

مسئلہ:...... اکثر فقہائے کرام کے نزدیک ''خلع'' کرنا جائز ہے، چاہے میاں بیوی میں اختلاف ہو، یا اتفاق ہو، یعنی اکثر فقہائے کرام کے نزدیک خلع معتبر ہونے کے لیے میاں بیوی کے درمیان اختلاف کا موجود ہونا ضروری نہیں۔ [1]

مسئلہ:...... مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک خلع دینے کے نتیجہ میں شوہر کو اپنی بیوی سے معاضہ لینا جائز ہے، خواہ وہ معاوضہ اس مقدار سے زیادہ ہو، جو شوہر نے مہر وغیرہ کی شکل میں عورت کو دیا ہے، یا اس سے کم ہو، یا اس کے برابر ہو، جبکہ میاں بیوی کے درمیان باہمی رضا مندی سے یہ معاملہ طے کیا جائے۔

اور حنابلہ کے نزدیک شوہر کو اتنی مقدار سے زیادہ لینا جائز نہیں، جو شوہر نے مہر وغیرہ کی شکل میں عورت کو دیا ہو۔

اور حنفیہ کے نزدیک یہ تفصیل ہے کہ اگر اختلاف وعلیٰحدگی کی وجہ شوہر کی طرف سے ہو، تو اس کو ''خلع'' کرنے کے عوض میں عورت سے کوئی معاوضہ لینا جائز نہیں۔

اور اگر اختلاف وعلیٰحدگی کی وجہ بیوی کی طرف سے ہو، تو شوہر کو ''خلع'' کرنے کے عوض میں عورت سے معاوضہ لینا جائز ہے۔

البتہ اس صورت میں بعض حنفیہ کے نزدیک شوہر کو اس مقدار سے زیادہ معاوضہ لینا جائز نہیں، جتنا اس نے مہر وغیرہ کی شکل میں عورت کو دیا ہو۔ [2]

---

[1] الخلع جائز فی الجملة سواء فی حالة الوفاق والشقاق خلافا لابن المنذر(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۹ ص ۲۴۰، مادة "خلع")

[2] ذهب المالكية والشافعية إلى جواز أخذ الزوج عوضا من امرأته فی مقابل فراقه لها سواء كان العوض مساويا لما أعطاها أو أقل أو أكثر منه ما دام الطرفان قد تراضيا على ذلک، وسواء كان العوض منها أو من غيرها، وسواء كان العوض نفس الصداق أو مالا آخر غيره أكثر أو أقل منه .وذهب الحنابلة إلى أن الزوج لا يستحب له أن يأخذ منها أكثر مما أعطاها بل يحرم عليه الأخذ إن عضلها ليضطرها إلى الفداء .وفصل الحنفية فقالوا :إن كان النشوز من جهة الزوج كره له كراهة تحريم أخذ شیء منها، لقوله تعالى :(وإن أردتم استبدال زوج مكان زوج وآتيتم إحداهن قنطارا فلا تأخذوا منه شيئا)ولأنه أوحشها بالفراق فلا يزيد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ:......"خلع" کے نتیجہ میں جو معاوضہ شوہر حاصل کرے، اس کے بارے میں حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے اصل مذہب کے مطابق یہ قاعدہ ہے کہ وہ ایسا مال یا ایسی چیز ہونی چاہیے، جو مہر بننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

اورحنفیہ کے علاوہ اکثر فقہائے کرام کے نزدیک جس چیز کا مالک بننا شرعاً صحیح ہو، چاہے وہ مال عین ہو یا دَین ہو یا منفعت ہو، اس کو بھی مہر کی طرح خلع کا معاوضہ بنانا جائز ہے۔ [1]

مسئلہ:......جس صورت پر خلع کے احکام جاری ہوں، یعنی نکاح ختم ہونے کے لیے کوئی عوض ثابت ہو، اس کے معتبر ہونے کے لیے زوجین یا ان کے نمائندگان کی طرف سے ایجاب اور قبول اور باہمی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

إيحاشها بأخذ المال، وإن كان النشوز من قبل المرأة لا يكره له الأخذ، وهذا بإطلاقه يتناول القليل والكثير، وإن كان أكثر مما أعطاها وهو المذكور فى الجامع الصغير، لقوله تعالى :(فلا جناح عليهما فيما افتدت به)وقال القدورى :إن كان النشوز منها كره له أن يأخذ منها أكثر مما أعطاها وهو المذكور فى الأصل (من كتب ظاهر الرواية) لقوله صلى الله عليه وسلم فى امرأة ثابت بن قيس :أما الزيادة فلا ،وقد كان النشوز منها، ولو أخذ الزيادة جاز فى القضاء ، وكذلك إذا أخذ والنشوز منه؛ لأن مقتضى ما ذكر يتناول الجواز والإباحة، وقد ترك العمل فى حق الإباحة لمعارض، فبقى معمولا فى الباقى (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٩ ص٢٤٣، مادة "خلع")

[1] أن يكون بدل الخلع مما يصلح أن يكون مهرا.وهو عند الحنفية :أن يكون مالا متقوما موجودا وقت الخلع معلوما أو مجهولا أو منفعة تقوم بالمال، فلا يصح خلع المسلمة على خمر أو خنزير أو ميتة أو دم، ويبطل العوض، ولا شىء للزوج، وتكون الفرقة طلاقا بائنا؛ لأنه لما بطل العوض بقى لفظ الخلع، وهو كناية، وتقع الفرقة بالكنايات بينونة، أما لو كان الطلاق على مال، وبطل العوض كان طلاقا رجعيا، لأنه بقى لفظ الطلاق، وهو صريح، والصريح طلاق رجعى.والبدل عند الجمهور :كل ما يصح تملكه، سواء أكان مالا عينا، أم دينا، أم منفعة، تحرزا من الخمر والخنزير وما أشبه ذلک .فإن خالعها بمحرم كخمر أو خنزير أو مغصوب أو مسروق، فلا شىء له عليها وبانت منه عند المالكية والحنابلة كما قرر الحنفية، ويكون كالخلع بلا عوض، لأنه قد رضى بالإسقاط بغير عوض، فلا يستحق عليها شيئا (الفقه الاسلامى وادلتهٔ للزحيلى، ج٩ ص٧٠٢٢، ٧٠٢٣، القسم السادس، الباب الاول، الفصل الثانى، المبحث الثالث)

العوض ما يأخذه الزوج من زوجته فى مقابل خلعه لها، وضابطه عند الحنفية، والمالكية والشافعية، وعند الحنابلة فى المذهب أن يصلح جعله صداقا، فإن ما جاز أن يكون مهرا جاز أن يكون بدل خلع.

والعوض فى الخلع يجوز أن يكون مالا معينا أو موصوفا، ويجوز أن يكون دينا للمرأة على الزوج تفتدى به نفسها، ويجوز أن يكون منفعة وذلک أن يخالعها على إرضاع ولده منها، أو من غيرها مدة معلومة معينة، كما ذكر المالكية والشافعية، أو مطلقة كما ذكر الحنابلة، فإن ماتت المرضعة، أو الصبى، أو جف لبنها قبل ذلک فعليها أجرة المثل لما بقى من المدة؛ لأنه عوض معين تلف قبل قبضه فوجبت قيمته، أو مثله، كما لو خالعها على قفيز فهلک قبل قبضه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٩ ص٢٥٤، ٢٥٥، مادة "خلع")

Idara Ghufran

رضامندی کا پایا جانا ضروری ہے۔ [1]

اوراسی وجہ سے شوہر کی رضامندی کے بغیر خلع جائز و معتبر نہیں۔

ملحوظ رہے کہ 1967ء میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے بعض جج صاحبان نے یہ فیصلہ دیا کہ اگر عدالت تحقیق کے ذریعہ اس نتیجے پر پہنچے کہ میاں بیوی کے درمیان تنازعہ اوراختلاف ہے، بیوی شوہر کے ساتھ رہنے پر رضامند نہیں تو عدالت شوہر کی رضامندی کے بغیر خلع کراسکتی ہے۔

اورآج کل ہماری عدالتوں سے اسی کے مطابق فیصلے جاری ہوتے ہیں۔

حالانکہ شرعاً ''خلع'' شوہراور بیوی کا ایک باہمی معاملہ ہے، جو فریقین کی رضامندی پر موقوف ہے، اس لیے یہ فیصلہ شرعی تقاضوں کے مطابق نہیں (ملاحظہ ہو''اسلام میں خلع کی حقیقت'' از مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہٗ)

پاکستان کے موجودہ قوانین کے مطابق عدالت سے کوئی ایسا خلع کیا جائے، جس میں شوہر کی رضامندی شامل نہ ہو، تو اس سلسلہ میں بعض اہلِ علم حضرات کی رائے یہ ہے کہ اگر اس فیصلہ میں فقہائے کرام میں سے کسی کے نزدیک فسخِ نکاح کی شرائط پائی جارہی ہوں، تو قضائے قاضی یا حکمِ حاکم کی وجہ سے اور معاملات میں الفاظ کے بجائے معانی کا اعتبار ہونے کے اصول کی بناء پر خلع کے بجائے اس کو

---

[1] البتہ اگر خلع بغیر عوض کے واقع ہو، مثلاً شوہر بیوی کو یہ کہے کہ میں نے تجھ سے خلع کیا، اور معاوضہ کا کوئی ذکر نہ کرے، اوراس سے طلاق کی نیت کرے، تو پھر اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک طلاق واقع ہو جاتی ہے، خواہ عورت قبول کرے یا نہ کرے، کیونکہ اس صورت میں عوض نہ ہونے کی وجہ سے اس کو طلاقِ محض کا حکم حاصل ہے، جس کے لیے عورت کی طرف سے قبول کرنا ضروری نہیں۔
اسی طرح چند مخصوص صورتوں میں بعض فقہائے کرام کے نزدیک عورت کی طرف سے قبول کا صیغہ پایا جانا ضروری نہیں۔

الخامس۔قبول الزوجة :لأن الخلع من جانبها معاوضة، وكل معاوضة يلزم فيها قبول دافع العوض، ويلزم تحقق القبول فی مجلس الإيجاب أو مجلس العلم به، فإذا قامت الزوجة من المجلس بعد سماع كلمةالمخالعة، أو بعد ما علمت بها من طريق الكتابة، فلا يصح قبولها بعدئذ .

ويشترط توافق القبول والإيجاب، فإن قال الزوج :طلقتک بألف، فقالت :بثمانمائة، أو قال :طلقتک ثلاثا بألف، فقبلت طلقة واحدة بثلث ألف، لم ينعقد الخلع ويعد لغوا، وكذا يعد لغوا عند الشافعية:إن قال : طلقتک بألف، فقالت :قبلت بألفين؛ لأنه يشترط عنده التطابق أو التوافق التام بين الإيجاب والقبول.

وهذا وقد اعتبر الحنفية ركن الخلع هو الإيجاب والقبول؛ لأنه عقد على الطلاق بعوض، فلا تقع الفرقة ولا يستحق العوض بدون القبول (الفقہ الاسلامی وادلتہٗ للزحیلی، ج۹ص ۷۰۱۴، ۷۰۱۵، القسم السادس، الباب الاول، الفصل الثانی، المبحث الاول)

وأما الحنفية فقد ذكروا له ركنين إن كان بعوض وهما :الإيجاب والقبول ، لأنه عقد على الطلاق بعوض، فلا تقع الفرقة ولا يستحق العوض بدون القبول، بخلاف الخلع بغير عوض فإنه إذا قال خالعتک ولم يذكر العوض ونوى الطلاق فإنه يقع الطلاق عليها، سواء قبلت أو لم تقبل؛ لأن ذلک طلاق بغير عوض فلا يفتقر إلى القبول(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۹ص ۲۴۴،۲۴۵، مادة "خلع")

فسخِ نکاح کا حکم حاصل ہوگا۔ ۱

مسئلہ:...... جمہور فقہائے کرام کے نزدیک ''خلع'' کرنا حاکم کی اجازت سے بھی جائز ہے، اور حاکم کی اجازت کے بغیر میاں بیوی کو خود سے آپس کی رضامندی کے ساتھ خلع کرنا بھی جائز ہے۔ ۲

مسئلہ:...... جمہور فقہائے کرام یعنی حنفیہ، مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک، اور حنابلہ کے مشہور مذہب کے مطابق جس عورت کو خلع حاصل ہو، اس کی عدت، طلاق والی عدت ہی شمار ہوتی ہے، اور اگر عورت حاملہ نہ ہو، تو اس کی عدت تین ''قروء'' شمار ہوتی ہے۔

البتہ امام احمد کے ایک قول کے مطابق اور بعض دیگر حضرات کے نزدیک اس کی عدت صرف ایک حیض شمار ہوتی ہے، یعنی ان حضرات کے نزدیک عورت کو خلع حاصل ہونے کے ایک حیض گزرنے کے بعد عدت ختم ہوجاتی ہے، اور اس کے بعد عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہوجاتا ہے۔ ۳

---

۱ ذهب المالكية والحنابلة وبعض الشافعية والحنفية -إلا فی مسائل استثنوها -إلى أن قضاء القاضی فی المجتهدات بما غلب على ظنه وأدى إليه اجتهاده ينفذ ظاهرا وباطنا، ويرفع الخلاف فيصير المقضی به هو حكم الله تعالى باطنا وظاهرا أبو إسحاق الإسفراييني واختاره الغزالی من الشافعية إلى أنه لا ينفذ فی الباطن، وقال بعض الشافعية :إن كان المحكوم له عالما بالدليل لم ينفذ القضاء فی حقه باطنا ولا يحل له أخذه بشفعة الجوار، وإن كان عاميا نفذ فی حقه باطنا وكان له الأخذ بها (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۳، ص۳۳۸، مادة ''قضاء'')

من القواعد الفقهية عند بعض الفقهاء :العبرة فی العقود للمقاصد والمعانی لا للألفاظ والمبانی، معنى هذه القاعدة -كما يقول فی الدرر -أنه عند حصول العقد لا ينظر للألفاظ التی يستعملها العاقدان حين العقد، بل إنما ينظر إلى مقاصدهم الحقيقية من الكلام الذی يلفظ به حين العقد؛ لأن المقصود الحقيقی هو المعنى وليس اللفظ ولا الصيغة المستعملة، وما الألفاظ إلا قوالب للمعانی (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۰ص۲۰۳، مادة ''عقد'')

۲ ذهب جمهور الفقهاء إلى جواز الخلع بحاكم وبلا حاكم، وهو قول عمر رضی الله عنه، فقد روى ابن أبی شيبة عن طريق خيثمة بن عبد الرحمن موصولا "أن بشر بن مروان أتی فی خلع كان بين رجل وامرأة فلم يجزه فقال له عبد الله بن شهاب الخولانی :قد أتی عمر فی خلع فأجازه ولأن الطلاق من حيث النظر جائز بلا حاكم فكذلك الخلع .وذهب الحسن البصری كما ذكر الحافظ فی الفتح إلى عدم جواز الخلع دون السلطان(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۹ ص۲۴۴، مادة ''خلع'')

۳ ذهب جمهور الفقهاء (الحنفية والمالكية والشافعية والحنابلة فی المذهب) إلى أن عدة المختلعة عدة المطلقة وهو قول سعيد بن المسيب وسالم بن عبد الله، وسليمان بن يسار، وعمر بن عبد العزيز، والحسن، والشعبی، والنخعی، والزهری وغيرهم.

وفی قول عن أحمد :إن عدتها حيضة وهو المروی عن عثمان بن عفان، وابن عمر، وابن عباس، وأبان بن عثمان، وإسحاق، وابن المنذر (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۹ ص۲۵۲،۲۵۳، مادة ''خلع'')

ہندوستان، پاکستان کے اکابر کی تائیدات وتصدیقات
کے ساتھ اضافہ واصلاح شدہ ایڈیشن

بسلسلہ: اصلاحِ افکار

مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے افکار
اور
تنظیمِ فکرِ ولیُ اللّٰہی کے نظریات
کا تحقیقی جائزہ

فلسفہ وفکرِ ولیُ اللّٰہی اور مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے متعلق اہلِ علم واہلِ افتاء کی آرا
تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی طرف نسبت کی حقیقت۔
مولانا عبیداللہ سندھی کی طرف منسوب غیر معتدل وشاذ افکار پر کلام
مولانا سندھی اور تنظیمِ فکرِ ولی اللّٰہی کے متعلق متعدد اکابر
اور اہلِ علم واہلِ قلم حضرات کی آراء، تحریرات وفتاویٰ

مؤلف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام

اصلاح وترمیم شدہ جدید ایڈیشن

ماہِ محرمُ الحرام
کے
فضائل واحکام

اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام کے سلسلے میں ماہِ محرم الحرام کے فضائل واحکام
ماہِ محرمُ الحرام سے اسلامی سال کے آغاز وسنِ ہجری کا تعلق
دینی احکام میں اسلامی وقمری سَن وماہ کی اہمیت
دس محرم کے دن نفلی روزہ وغیرہ کی فضیلت واہمیت اور متفرق احکام

مؤلف
مفتی محمد رضوان

صدقہ کے فضائل
اور
بکرے کا صدقہ

شرعی صدقہ پر مُرَتَّب ہونے والے عظیم فضائل وفوائد
صدقہ کی حقیقت ومفہوم اور اس کی مختلف صورتیں
شرعی صدقہ کے مقاصد اور مقبول صدقہ کی شرائط
صدقہ میں بے جا قیود اور فضول پابندیوں کے نقصانات
بکرے کے مروّجہ صدقہ کا شرعی حکم اور بکرے کے صدقہ
کرنے کی نیت کر لینے اور منت مان لینے کے بعد شرعی حکم
عبادتِ مالیہ سے متعلق شرعی وفقہی قواعد وضوابط

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد1

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...معینُ المفتی
(2)...رَفْعُ التَّشْكِيْكِ عَنْ حِيْلَةِ التَّمْلِيْكِ
(3)...غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم
(4)...اَلْمَشَاكِلُ الْحَاضِرَةُ فِیْ حُرْمَةِ الْمُصَاهَرَةِ
(5)...تحقیق طلاق بالکتابۃ والاکراہ
(6)...مجنونؔ، غضبانؔ اور سکرانؔ کی طلاق

مصنّف
مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

انسان کا اپنی موت واقع ہونے والی جگہ پہنچ جانا

متعدد احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کی کسی جگہ روح قبض فرمانا چاہتا ہے، تو وہ بندہ اپنی روح قبض ہونے کے وقت کسی نہ کسی ضرورت وحاجت کے بہانے سے اس جگہ پہنچ جاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس جگہ اس کی روح قبض فرمالیتا ہے۔

اس سلسلہ میں چند احادیث وروایات ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابوعزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی إِذَا أَرَادَ قَبْضَ رُوْحِ عَبْدٍ بِأَرْضٍ، جَعَلَ لَہٗ فِیْھَا أَوْ قَالَ: بِھَا حَاجَۃً (مسند الإمام أحمد، رقم الحدیث ۱۵۵۳۹) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ جب کسی جگہ اپنے کسی بندے کی روح قبض کرنے کا ارادہ فرماتا ہے، تو اس بندے کی اس جگہ میں کوئی ضرورت یا حاجت وابستہ فرمادیتا ہے (اور اس ضرورت وحاجت کے لیے وہ بندہ اپنی اس موت کی جگہ پہنچ جاتا ہے) (مسند احمد)

حضرت مطر بن عکامس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِذَا قَضَی اللّٰہُ مِیْتَۃَ عَبْدٍ بِأَرْضٍ، جَعَلَ لَہٗ إِلَیْھَا حَاجَۃً (مسند الإمام أحمد، رقم الحدیث ۲۱۹۸۳) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ کسی بندے کی کسی جگہ موت کا

---

[1] قال شعیب الارنؤوط: إسنادہ صحیح، رجالہ ثقات رجال الشیخین غیر صحابیہ -واسمہ یسار بن عبدٍ الھذلی، فقد أخرج حدیثہ البخاری فی الأدب المفرد، وأبو داود فی القدر، والترمذی (حاشیۃ مسند احمد)

[2] قال شعیب الارنؤوط: صحیح لغیرہ، وھذا إسناد رجالہ ثقات رجال الصحیح غیر مطر بن عکامس، فلم یرو عنہ غیر أبی إسحاق -وھو عمرو بن عبد اللہ السبیعی -وقد اختلف فی صحبتہ (حاشیۃ مسند احمد)

فیصلہ فرماتا ہے،تو اس جگہ میں اس بندے کی کوئی حاجت وابستہ فرما دیتا ہے (مسند احمد)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ قَبْضَ عَبْدٍ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَهُ بِهَا حَاجَةً (الأدب المفرد، رقم الحديث ١٢٨٢،المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ٧٠٧) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ کسی بندے کی کسی جگہ روح قبض کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے،تو اس جگہ میں اس بندے کی کوئی حاجت وابستہ فرما دیتا ہے (الادب المفرد)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا جَعَلَ اللّٰهُ مَنِيَّةَ عَبْدٍ بِأَرْضٍ إِلَّا جَعَلَ لَهُ فِيهَا حَاجَةً(المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ٤٦١) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جس بندہ کی موت جس زمین میں مقرر فرماتا ہے،تو اس زمین میں اس بندے کے لیے کوئی حاجت وابستہ فرما دیتا ہے (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:قَالَ:إِذَا كَانَ أَجَلُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضٍ أَوْثَبَتْهُ إِلَيْهَا الْحَاجَةُ، فَإِذَا بَلَغَ أَقْصٰى أَثَرِهٖ، قَبَضَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ، فَتَقُولُ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ:رَبِّ، هٰذَا مَا اسْتَوْدَعْتَنِي (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ٤٢٦٣،مستدرك حاكم، رقم الحديث ١٢٢)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی موت کسی زمین میں مقدر ہوتی ہے،تو اسے اس زمین میں جانے کی ضرورت پیش آ جاتی ہے، پھر جب وہ اپنے اس مقررہ مقام تک پہنچ جاتا ہے،تو (وہاں پہنچ کر) اللہ سبحانہٗ اس کی روح قبض فرما لیتا ہے،اور قیامت کے دن وہاں کی زمین (اس میت کے بارے میں) کہے گی کہ اے میرے رب! یہ تیری امانت ہے (ابنِ ماجہ،حاکم)

---

[1] قال الألبانى: صحيح(حاشية الادب المفرد)

[2] قال الهيثمى:رواه الطبرانى، ورجاله رجال الصحيح .وقد تقدمت أحاديث فى الجنائز فى دفن كل ميت فى التربة التى خلق منها(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١١٨٣١)

اس حدیث کی سند معتبر ہے۔ [1]

البتہ بعض اہلِ علم حضرات نے اس حدیث کے موقوف یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہونے کو ترجیح دی ہے۔

لیکن اس مضمون کی تائید مرفوع احادیث سے ہوتی ہے، نیز اس طرح کی موقوف روایت بھی مرفوع حدیث کا درجہ رکھتی ہے۔ [2]

خلاصہ یہ کہ متعدد احادیث وروایات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی روح قبض کرنے کے لیے ایک جگہ مخصوص فرمادی ہے، جس طریقہ سے ہر انسان کی موت کا وقت مقرر فرمادیا ہے، اور ہر انسان جس طرح مقررہ وقت پر فوت ہوتا ہے، اسی طرح مقررہ مقام پر فوت ہوتا ہے، اور وہ موت کے وقت اپنی کسی ضرورت وحاجت کے بہانے سے وہاں پہنچ جاتا ہے۔

---

[1] قال الحاكم: قد احتج الشيخان برواة هذا الحديث عن آخرهم وعمر بن على المقدمى متفق على إخراجه فى الصحيحين ."وقد تابعه محمد بن خالد الوهبى على سنده، عن إسماعيل.

وقال الذهبى فى التلخيص:على شرطهما.

وقال شهاب الدين الكنانى الشافعى:هذا إسناد صحيح رجاله ثقات رواه الحاكم فى المستدرک من طريق عمر بن على المقدمى ومحمد بن خالد الوهبى وهشيم عن إسماعيل بن أبى خالد به وقال أسند هذا الحديث ثلاثة من الثقات عن إسماعيل(مصباح الزجاجة فى زوائد ابن ماجه، ج۴ص ۲۵۱، باب ذكر الموت والاستعداد له)

وقال الالبانى: أخرجه ابن ماجه (2/566) وابن أبى عاصم فى "السنة "(346) والطبرانى فى "المعجم الكبير "(3/ 76 /1) والحاكم (1/42 - 41) من طرق عن إسماعيل ابن أبى خالد عن قيس بن أبى حازم عن عبد الله بن مسعود عن النبى صلى الله عليه وسلم، وقال الحاكم " :احتج الشيخان برواة هذا الحديث عن آخرهم ."ووافقه الذهبى وهو كما قالا .وقال البوصيرى فى "الزوائد "(ق 2/263): " هذا إسناد صحيح، رجاله ثقات (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۱۲۲۲)

[2] وقال شعيب الارنؤوط:رجاله ثقات غير أحمد بن ثابت الجحدرى فصدوق، إلا أنه اختلف على إسماعيل بن أبى خالد فى رفعه ووقفه كما سيأتى .عمر بن على :هو ابن عطاء المقدَّمى البصرى.وأخرجه الحاكم 41 /1، والبيهقى فى "شعب الإيمان "(9889) من طريق عمر ابن على المقدَّمى، بهذا الإسناد .وأخرجه الطبرانى (10403) من طريق عبد الرحمن بن مهدى، عن هشيم بن بشير، والحاكم /1 41من طريق محمَّد بن خالد الوهبى، كلاهما عن إسماعيل، به .ورواية هشيم مختصرة.وقال أبو حاتم -كما فى "علل الحديث 362 /1 "لابنه :-الكوفيون لا يرفعونه .وقال الدارقطنى فى "العلل :239 /5 "وغيرُ ابن مهدى يرويه عن هشيم ولا يرفعه، وكذلک رواه ابنُ عيينة ويحيى القطان وغيرهما موقوفًا، وهو الصواب.ثم أخرجه الدارقطنى من طريق يحيى القطان، عن إسماعيل، عن قيس، عن ابن مسعود موقوفًا.ولقوله" :إذا كان أجل أحدكم بأرضٍ، أَوْثَبَتْهُ إليها الحاجةُ "شاهد من حديث أبى عزة عند الترمذى (2287)، وإسناده صحيح.وآخر عن مطر بن عكامس عند الترمذى (2285)، وهو فى "مسند أحمد" (21983)، وذكرنا هناک بقية شواهده(حاشية سنن ابنِ ماجه)

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

ملفوظات

نمود ونمائش میں پیسہ کا ضیاع

(12مارچ2016)

فرمایا کہ آج کل بہت سے لوگوں نے فضولیات اور خواہشات کو ضروریات کا درجہ دے کر مال کا بیش بہا استعمال اور خرچ شروع کردیا ہے، جس کے نتیجہ میں، ضروریات وحاجات کے پورا ہونے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، اور مہنگائی اور ہائے پیسہ کا رونا رویا جارہا ہے۔

مثلاً آج کل مکان وغیرہ کی زیبائش ونمائش پر اور اسی طرح مختلف قسم کی تقریبات کے دوران نمود ونمائش پر بیش بہا پیسہ خرچ کردیا جاتا ہے، جس کے بعد ضروریات کے لئے اخراجات کم پڑ جاتے ہیں، اور اس کے نتیجہ میں ناجائز طریقہ پر مال حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

میرا تو مدت سے تجربہ ومشاہدہ ہے کہ اگر ہر شخص ضروریات وحاجات اور خواہشات وفضولیات کا دائرہ الگ کرے، اور اپنی ضروریات وحاجات کو مقدم رکھ کر کام کیا کرے، اور خواہشات وفضولیات کے درپے نہ ہوا کرے، تو معاشی اعتبار سے کافی حد تک مشکلات سے نجات حاصل ہوسکتی ہے، مگر رسم ورواج کی پیروی اور معاشرہ میں نام آوری اور ناک اونچی کرنے کی خواہش اس سلسلہ میں مانع بن جاتی ہے، حالانکہ نام آوری اور ناک اونچی کرنے کی خواہش اللہ اور اس کے رسول کی نظر میں سخت بری چیز ہے، جس سے دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کی تباہی بھی سامنے آتی ہے۔

اور اس سلسلہ میں ناقص العقل اور ناقص الدین ہونے کی وجہ سے خواتین زیادہ پیش پیش ہیں، ان کو سمجھانے کی کوشش کرنی چاہئے، نہ یہ کہ مرد حضرات اپنی بیگمات کی ناجائز خواہشات کی پیروی کرنے بیٹھ جائیں۔

اسلام میں لڑکیوں کی خاص فضیلت

(13مارچ2016)

فرمایا کہ اسلام میں لڑکیوں کی پرورش وتربیت کی خاص فضیلت ہے، بطورِ خاص جس کے ہاں ایک سے

زیادہ بیٹیاں ہوں، خواہ بیٹے نہ ہوں، اور وہ لڑکیوں کو حقیر نہ سمجھے، اور نہ ہی ان کے لڑکیاں ہونے کی وجہ سے دل برداشتہ ہو، تو اس کو آخرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب اور معیت حاصل ہوگی۔

مگر آج کے دور میں بعض لوگ لڑکیوں کی ولادت کو اچھا نہیں سمجھتے، یہاں تک کہ اگر کسی عورت کے لڑکیاں پیدا ہوں، اور لڑکا پیدا نہ ہو، اس عورت کو حقیر و منحوس سمجھتے ہیں، اور اتنا منحوس سمجھتے ہیں کہ کسی نئی شادی شدہ لڑکی کو ایسی عورت کے پاس آنے جانے اور اس کا سایہ پڑنے سے بھی منع کرتے ہیں کہ کہیں دوسری عورت پر بھی اس کا اثر منتقل نہ ہو جائے۔

یہ سب باتیں توہّم پرستی میں داخل ہیں، اور لڑکیوں کی پیدائش کو منحوس و معیوب سمجھنا زمانۂ جاہلیت سے تعلق رکھتا ہے، ہندوستان میں ہندوؤں کے یہاں بھی لڑکی کی ولادت کو خاص طور پر منحوس و معیوب سمجھا جاتا ہے، ہندوؤں میں یہ اثر بھی زمانۂ جاہلیت کے مشرکین سے تعلق رکھتا ہے، اور ہندوستان میں ہندوؤں کے ساتھ رہنے سہنے سے مسلمانوں میں یہ اثر منتقل ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس طرح کی چیزوں سے حفاظت رکھے۔ آمین

گھریلو کام کاج سیکھنے کی ضرورت

(15 مارچ 2016)

فرمایا کہ ہر شخص کو گھر میں پیش آنے والے کام کاج سے تھوڑی بہت مناسبت ہونی چاہئے۔

مثلاً کبھی کھانا پکانے کی ضرورت پیش آجاتی ہے، یا خود کپڑے دھونے کی ضرورت پیش آجاتی ہے، یا کپڑے استری کرنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے، یا پھٹا ہوا کپڑا سینے یا بٹن وغیرہ لگانے کی ضرورت پیش آجاتی ہے، یا بجلی کا کوئی سوئچ وغیرہ خراب ہو جاتا ہے، یا گھر میں عام طور پر استعمال ہونے والی کسی اور چیز میں خرابی اور گڑبڑ ہو جاتی ہے، اگر اس قسم کی چیزوں سے انسان کو مناسبت ہو، تو بروقت پریشانی سے نجات حاصل ہو جاتی ہے، ورنہ بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور اس قسم کے چھوٹے موٹے کاموں کے لئے بروقت دوسرا شخص میسر نہیں آتا۔

میں مدرسہ و جامعہ کے طلبائے کرام اور علمائے کرام کے سامنے خاص طور پر اس چیز کی گزارش کیا کرتا ہوں کہ اس طرح کے چھوٹے موٹے کام سیکھ لینا چاہئے، مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اکثر اہلِ علم حضرات کو دیوار وغیرہ میں ایک کیل تک ٹھوکنا نہیں آتی۔

اس لئے کسی نے ایسے حضرات کے بارے میں کہا ہے کہ:

نہ جنگل میں جانور چرانے کے قابل نہ بازار میں بوجھ اٹھانے کے قابل
کہ ہیں تو بس ہیں کھانے کے قابل

شیطان کا اثر آسیب کے اثر میں داخل ہے

(20مارچ2016)

فرمایا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کو ''جن'' کی جنس سے قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے کہ:
كَانَ مِنَ الْجِنِّ (سورة الكهف، رقم الآية ٥٠) جس سے معلوم ہوا کہ شیطان کی جنس ''جن'' ہے۔
معلوم ہوا کہ شیطان جنات میں سے ہے، بلکہ شیطان، درحقیقت سرکش اور شریر ترین جنات میں سے ہے، اسی وجہ سے بعض احادیث میں ایسے سرکش جنات کو ''مـردة الـجن'' فرمایا گیا ہے، نیز شیطان کے متعلق احادیث میں آیا ہے کہ وہ انسان کے بدن کے ہر اس حصہ تک پہنچ جاتا ہے، جہاں تک خون پہنچتا ہے۔
اور خون جسم کے تمام حصوں تک پہنچا ہوا ہے، جو کہ دل سے بھی گزرتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ شیطان، انسان کے اوپر اس طرح اثر انداز ہوسکتا ہے، جس طرح جن اثر انداز ہوتا ہے۔
مگر تعجب ہے کہ آج کل جن یا آسیب کے اثر سے تو ڈرا جاتا ہے، اور اگر کسی پر جن یا آسیب کا شبہ ہوجائے، تو اس کو دور کرنے کے لئے جدوجہد کی جاتی ہے، اور اس مقصد کے لئے سفر کرنا پڑے یا مال خرچ کرنا پڑے، تو اس سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔
لیکن اگر کسی پر شیطان کا اثر ہو، جس کی وجہ سے وہ گمراہی و بے راہ روی کا شکار ہو، اس کو دور کرنے کے لئے نہ تو خاطر خواہ جدوجہد کا اہتمام کیا جاتا، اور نہ ہی اس کے لئے مال وغیرہ خرچ کرنے کی زحمت گوارا کی جاتی۔
میں شیطان، جن، آسیب اور ہر مخلوق کے شر سے حفاظت کا مسنون اور سادہ عمل ''معوّذتین'' یعنی سورہ فلق اور سورہ ناس تین مرتبہ پڑھ کر، ہر مرتبہ دم کرنے کو تجویز کیا کرتا ہوں۔ مگر آج بہت سے لوگوں کو سنت عمل پر عقیدت ہی نہیں۔

رہائشی گھر بنیادی ضرورت میں داخل ہے

(21مارچ2016)

فرمایا کہ انسان کی رہائش گاہ، اس کی بنیادی ضروریات میں داخل ہے، اور بقدرِ ضرورت، رہائش پر پیسہ لگانا فضول خرچی میں داخل نہیں۔

لیکن اس سلسلہ میں ضروریات اور آسائش سے بڑھ کر زیبائش میں غلو کرنا، خاص کر جبکہ وہ نمائش پر مبنی ہو، مناسب نہیں، مگر آج کل نمود و نمائش پر تو خوب زور ہے، اور ضروریات کی طرف توجہ نہیں۔

کتنے لوگ اور خاص کر خواتین ایسی ہیں کہ جن کے رہنے سہنے اور کھانے پینے کی بنیادی ضروریات کا صحیح انتظام نہیں، مگر زیب و زینت اور نمود و نمائش میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جاتا ہے۔

کسی تقریب کے موقعہ پر زیادہ سے زیادہ زیب و زینت اور میک اپ کی فکر ہوتی ہے، اور اپنے اس طرزِ عمل سے اکثر و بیشتر اپنے آپ کا مالدار اور صاحبِ حیثیت ظاہر کرنا، اور دوسروں کو نیچا دکھانا بھی پیشِ نظر ہوتا ہے۔

اور اب تو میک اپ بھی بہت مہنگے ہوگئے ہیں، جگہ جگہ بیوٹی پارلر کے نام سے دوکانیں کھل گئی ہیں، جہاں مہنگے ترین میک اپ کیئے اور کرائے جاتے ہیں۔

آرام طلبی

(21مارچ2016)

فرمایا کہ آج کل آرام طلبی بڑھتی جارہی ہے، جس کی وجہ سے کئی قسم کے مسائل پیدا ہورہے ہیں۔

آرام طلبی تو ویسے ہی بُری چیز ہے، اور آرام طلب آدمی سے کسی ذمہ دارانہ کام کی توقع رکھنا مشکل ہے، اس کے علاوہ آرام طلبی کی وجہ سے مختلف جسمانی بیماریاں بھی جنم لے رہی ہیں۔

چنانچہ آج کل بہت سے لوگوں کے جسم میں فضلات کا اجتماع ہونے سے چربی چڑھتی جارہی ہے، کولیسٹرول بڑھتا جارہا ہے، اور دل وغیرہ کے امراض میں اضافہ ہورہا ہے، اس طرح کے امراض کا بنیادی سبب آرام طلبی ہی ہے، اسی وجہ سے آج کل ڈاکٹر چہل قدمی پر بہت زیادہ زور دیتے ہیں۔

لیکن اگر انسان خود سے کام کاج کرنے اور اپنے جسم کو ہلانے جُلانے اور زندگی کے روزمرہ کے کام کاج میں اپنے جسم کو نقل و حرکت دینے کا عادی بنائے، تو شاید مستقل طور پر چہل قدمی کی کوئی زیادہ ضرورت باقی نہیں رہے گی، اور مختلف امراض سے حفاظت بھی رہے گی، اور تکلیف و علاج میں پیسہ اور وقت خرچ کرنے سے حفاظت بھی رہے گی۔

رسمی پیروں اور مشائخ کی بدحالی و بدعملی

(28مارچ2016)

فرمایا کہ آج کل رسمی پیروں اور مشائخ خاص کر جو گدی نشینی پیر کہلاتے ہیں، ان کی عملی حالت بہت ابتر اور

ناگفتہ بہ ہے،اورکئی چیزوں میں انہوں نے شریعت کے تمام تر تقاضوں اور حدبندیوں کو نظر انداز کردیا ہے۔
چنانچہ ہمارے ملک کی مختلف سیاسی جماعتوں سے وابستہ متعدد وزراء اور بڑے بڑے سیاسی عہدیدار ایسے ہیں کہ جو مختلف مزاروں وغیرہ کے گدی نشین ہیں،اور سالانہ عرس وغیرہ کے موقع پر وہ اپنی گدیوں پر بیٹھ جاتے ہیں، جہاں مختلف علاقوں سے ان کے عقیدت مندآ کر چڑھاوے چڑھاتے ہیں،قدم بوسی کرتے ہیں،اور طرح طرح کی بدعات وخرافات کا ارتکاب کرتے ہیں۔

ابھی ہمارے علاقہ میں ایک پیر صاحب کے بیٹے کی شادی ہوئی،جس کے بارے میں سننے میں آیا کہ ایک ارب روپیہ خرچ کیا گیا،آتش بازی اور نہ جانے کیا کچھ کیا گیا،اور یہ سب چیزیں کھلِ عام کی گئیں،اور ان کے عقیدت مندوں اور مریدوں کی بڑی تعداد نے ان رسموں میں حصہ لیا۔اور’’جیسی روح ویسے فرشتے‘‘والا معاملہ سامنے آیا،جو حال پیروں کا وہی مریدوں کا،اللہ ان خرافات سے محفوظ رکھے۔

تشدد وانتہاء پسندی کی ایک مثال

(30مارچ2016)

فرمایا کہ ہمارے یہاں ایک جذباتی طبقہ،تشدد وانتہاء پسندی پر اُترا ہوا ہے،جس میں دیندار اور اہلِ علم حضرات بھی معتد بہ مقدار میں شامل ہے،ابھی چند سال پہلے پنجاب کے گورنر کو ایک سیکورٹی گارڈ نے گولیاں مار کر ہلاک کردیا تھا،اور اس کی وجہ اس گورنر کی طرف سے گستاخِ رسول ہونے کا مرتکب قرار دی گئی تھی،جس کے بعد عدالت نے اس سیکورٹی گارڈ کو پھانسی کی سزا سنائی،اور اس کو پھانسی دے دی گئی،اور اس طرح دونوں فریقین اب دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں،اور عالمِ برزخ میں پہنچ چکے ہیں۔

ایسے حالات میں سلامتی اور عافیت اسی میں تھی کہ ان دونوں حضرات کے معاملات کو آخرت پر چھوڑ دیا جاتا،اور’’مضیٰ ما مضیٰ‘‘اور’’لھا ما کسبت و علیھا ما اکتسبت‘‘پر عمل کرکے،اب اس موضوع کو طول دینے سے اجتناب کیا جاتا۔

مگر ابھی چند روز پہلے سیکورٹی گارڈ کی رسمِ چہلم کے موقع پر راولپنڈی میں جمِ غفیر جمع ہوا،اور اسلام آباد پارلیمنٹ ہاؤس کی طرف مارچ کرتا ہوا پہنچا،سرکاری املاک کی توڑ پھوڑ کی گئی،مختلف بس سروسز بھی اس ہنگامہ آرائی کی وجہ سے کئی دن تک بند رہیں،جس سے ہزاروں نہیں،لاکھوں لوگوں کو تکلیف وایذاء پہنچی، دراصل یہ سب کچھ تشدد وانتہاء پسندی کی مثالیں ہیں،جس کے آئے دن ہمارے یہاں مختلف نمونے

سامنے آتے رہتے ہیں۔

دورِ صدیقی یا فاروقی

(31مارچ2016)

فرمایا کہ ایک بزرگ یہ فرمایا کرتے تھے کہ موجودہ دور، دورِ فاروقی کے بجائے دورِ صدیقی سے مناسبت رکھتا ہے، اور پھر اس کی تشریح یہ فرمایا کرتے تھے کہ دورِ صدیقی میں مسلمانوں کی اندرونی اصلاح پر کام ہوا، گویا کہ داخلہ پالیسی درست کی گئی، اس کے بعد دورِ فاروقی شروع ہوا، تو تیزی کے ساتھ فتوحات ہوئیں، اور اسلام بڑی تیزی سے پھیلا، اور غیر مسلم جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے، اور گویا کہ خارجہ پالیسی کامیاب ہوئی، اور اس کی وجہ یہی ہے کہ داخلہ پالیسی جب درست اور کامیاب ہوتی ہے، تو خارجہ پالیسی پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

جس طرح سے پہلے گھر کا ماحول اور نظام درست ہوتا ہے، تب اس گھر سے اچھے اور تربیت یافتہ افراد تیار ہو کر باہر نکلتے ہیں، اور محلّہ اور علاقہ پر اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

مگر اس کے برعکس آج بہت سے مسلمان یہ سمجھتے یا چاہتے ہیں کہ خود صحیح اور درست ہوئے بغیر غیر مسلموں کو درست کر دیں، اور انہیں اسلام میں داخل کریں۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو پاکستان اور دوسرے بے شمار ملک عطاء فرمارکھے ہیں، مسلمانوں کو چاہئے کہ جو علاقے ان کو حاصل ہیں، ان کے نظام کو درست اور ٹھیک کریں، اور اس کے بجائے غیر مسلموں کے زیرِ قبضہ علاقوں کو فتح اور حاصل کرنے کی جدوجہد اور کوشش کرنا اور اسی میں اپنی صلاحیتوں کو کھپانا درست طرزِ عمل نہیں، واقعی ان بزرگوں نے بڑی کام کی بات فرمائی۔

مقالات ومضامین (جنت کے قرآنی مناظر:51) مفتی محمد امجد حسین

اہلِ جنت اور کافور وسلسبیل کی نہریں (حصہ چہارم)

وَ حُلُّوْا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ (اہلِ جنت کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے)

سورہ کہف میں اہلِ جنت کو سونے کے کنگن پہنائے جانے کا بھی ذکر ہے:

"یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ" (الکھف، آیت 31)

گویا دونوں قسم کے زیور حسبِ رغبت یا ادل بدل کر پہنیں گے، جیسے کہ دنیا میں بھی خود خواتین مختلف دھاتوں کے زیور، سونے، چاندی، موتیوں کے ادل بدل کر پہنتی ہیں، یا پھر مرتبوں کے اعتبار سے یہ تقسیم ہوگی کہ کسی کو سونے کے، کسی کو چاندی کے یہ گہنے، کنگن عطا ہوں گے۔

جدید تمدن میں تو لباس، پوشاک، وضع قطع کے طور طریقے قدیم تمدن سے بالکل ہی بدل گئے ہیں، عہدِ قدیم میں بادشاہ اور حکام کے لیے حسبِ مراتب، تاج، قیمتی پوشاکیں، پٹکا، پگڑی، کنگن، سچے موتیوں کی مالائیں، تخت وغیرہ ہوتا تھا، اب ان میں سے کوئی بھی چیز، حکام، امراء واشراف کے لوازمات اور لباس پوشاک کا حصہ نہیں رہی، خصوصاً اسلامی دنیا میں اسلامی تعلیمات کی وجہ سے مردوں کے لیے زیور اور سونے چاندی کا استعمال ممنوع وحرام ہونے کی وجہ سے بھی مسلمان سلاطین اور اشراف میں سونے چاندی کے زیورات کا استعمال اس طرح عام نہیں رہا، جس طرح اسلام سے پہلے ادوار میں تھا، یا اسلام کے معاصر غیر مسلم سلطنتوں میں تھا، البتہ جنت میں سونے چاندی اور ریشم کا استعمال اور ان کے زیورات وظروف کا استعمال اہلِ جنت کے لیے قرآن میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے، حدیث شریف میں جہاں ان چیزوں کی حرمت کا مَردوں کے لیے ذکر ہے، وہاں ساتھ یہ بھی ہے کہ یہ کفار کے لیے دنیا میں اور ہمارے لیے آخرت میں ہوں گی۔ [1]

---

[1] حدثنی عبد الرحمن بن أبی لیلی :أنهم کانوا عند حذیفة، فاستسقی فسقاه مجوسی، فلما وضع القدح فی یده رماه به، وقال :لولا أنی نهیته غیر مرة ولا مرتین، کأنه یقول :لم أفعل هذا، ولکنی سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول :لا تلبسوا الحریر ولا الدیباج، ولا تشربوا فی آنیة الذهب والفضة، ولا تأکلوا فی صحافها، فإنها لهم فی الدنیا ولنا فی الآخرة (بخاری، رقم الحدیث ۵۴۲۶)

تو قدیم تمدن میں بادشاہوں اور امراء، اشراف واعیان کے لیے دیگر زیورات کی طرح کنگن پہننا بھی رائج تھا۔

فارس کے کسریٰ کے کنگن مشہور ہیں، عہدِ خلافت فاروقی میں جب ایران فتح ہوکر وہاں کے شاہی خزانے اور اسبابِ عیش وعشرت، مدینہ منورہ اونٹوں پر لد کر آئے اور مسجدِ نبوی میں ڈھیر ہوئے، تو منجملہ دیگر اشیاء کے کسریٰ کے کنگن بھی اس میں موجود تھے، جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سراقہ بن مالک کو پہنائے، یہ وہی سراقہ تھا، جو ہجرتِ نبوی کے وقت مشرکین کا مخبر و جاسوس بن کر نبی علیہ السلام کی تلاش میں نکلا تھا، اور نبی علیہ السلام تک جب پہنچ گیا، تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا، پھر معافی مانگنے پر نبی علیہ السلام کی دعاء سے نجات ملی، تو اس موقعہ پر اللہ کے رسول نے اسے پیشین گوئی اور بشارت کے طور پر فرمایا تھا کہ تجھے کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے، جس پر یہ حیران تھا کہ نبی علیہ السلام پر آج وطن کی زمین تنگ ہوگئی، لیکن آپ کے حوصلے کسریٰ کی سلطنت کے متعلق یہ ہیں، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بشارت اور وعدہ پورا کیا اور سراقہ کو وہ کنگن دیے گئے۔

(ملاحظہ ہو: ”الاصابة لابنِ حجر، ج۳ص ۳۵، ۳۶، تحت ترجمة سراقة بن مالک“، ”الاستيعاب فی معرفة الاصحاب“ لابنِ عبدالبر القرطبی، ج۲ ص ۵۸۱)

وَ سَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَاباً طَهُوْرًا (ان کو ان کا رب شرابِ طہور پلائے گا)

نکتہ: سورہ دھر کی ان آیات میں اہلِ جنت کے پینے کا تین دفعہ ذکر آیا ہے۔

پہلا موقعہ: آیت نمبر 5 میں ”ابرار“ کا کافوری شراب پینے کا ہے۔

دوسرا موقعہ: آیت نمبر 17 میں سلسبیل کے چشمے کی آمیزش والی زنجبیلی شراب ہے، جہاں پینے کے بجائے پلائے جانے کا ذکر ہے، اور ”یشربون“ کے بجائے ”یسقون“ کے الفاظ آئے ہیں، جس سے مراد بظاہر یہ ہے کہ باقاعدہ ساقی ہوں گے، جن کے ہاتھ سے ان کو جام لنڈھانے کو ملیں گے، اس بات پر ”یسقون“ کے لفظ کے علاوہ آگے متصل ہی خدام جنت نوعمر وخوبرو لڑکوں کا ذکر دوسرا قرینہ ہے۔

تیسرا موقعہ: یہ آیت نمبر 21 ہے، جس میں رب تعالیٰ کا خود ان کو شراب طہور پلانے کا ذکر ہے۔

بظاہر یوں سمجھ آتا ہے کہ اہلِ جنت کی تین کیٹگریاں اور درجے ہوں گے، ادنیٰ، متوسط، اعلیٰ (سورہ واقعہ اور سورہ رحمٰن کے ذیل میں کچھ تفصیل اہلِ جنت کے مراتب پر گزر چکی ہے)

ادنیٰ درجے میں عام اہلِ جنت، تمام نیک صالح، مسلمان، جو عام نارمل سی زندگی گزار کر پہنچے ہوں گے، یہ کافوری شراب کے چشمے کی ملاوٹ والی شراب پئیں گے، اور خود پئیں گے، نہ کہ کوئی ساقی یا خدام پلانے والے ان کے لیے ہوں گے (واضح رہے کہ شراب سے مراد وہاں کے تمام مشروبات ہیں، دودھ، شہد،

پانی، شرابِ طہور وغیرہ)

کیونکہ اس کافوری چشمے کے بارے میں خود آیت نمبر 6 میں فرمایا ہے کہ یہ چشمہ مقربین کے لیے مخصوص ہوگا، یعنی اس کا خالص مشروب مقربینِ بارگاہ استعمال کریں گے، باقی عام اہلِ جنت کو جن کا آیت 5 میں ذکر ہے، اس چشمے سے ان کے مشروبات میں تھوڑی سی آمیزش کر کے ملے گی۔

دوسرے درجے میں مختلف دینی علمی و عملی کمالات کے حامل اولوالعزم اہلِ جنت ہوں گے، جن کے مرتبے ادنیٰ والوں سے بہت سوا ہوں گے، دین کے لیے ان کی قربانیاں، محنتیں، مجاہدے، بہت بڑھے ہوئے ہوں گے، ان کو وہاں خاص اعزاز و اکرام اور پروٹوکول ملے گا، یہ جنت کے اشراف و اعیان اور VIP لوگ ہوں گے، ان کے پینے پلانے کے بھی خاص انتظامات، برتن وظروف، آرائشِ محفل، ساقی و خدام ہوں گے۔

تیسرے درجے میں باکمال انسانی ہستیاں، انتہائی مقربینِ بارگاہ، مثل انبیاء، اولیاء، اتقیاء، اصفیاء ہوں گے، جن کا یہ مقام و مرتبہ ہوگا کہ رب تعالیٰ خود ان کو نوازیں گے، ان کا اعزاز و اکرام فرمائیں گے، ان کو مخصوص قربت اپنی بارگاہ میں عطا فرمائیں گے، جو کسی اور کا حصہ نہیں ہوگا۔

ظاہر ہے جنت میں ابوبکر، عمر، عثمان و علی رضوان اللہ عنہم کا جو مرتبہ ہوگا، وہ دوسرے صحابہ، اہلِ جنت کا سا، یا بعد والے اولوالعزم مسلمانوں کا سا تو نہیں ہوگا، اس سے برتر ہوگا، اس طرح شیخ بایزید بسطامی، جنید بغدادی، علی ہجویری، معین الدین چشتی، بہاؤالدین نقشبندی، شہاب الدین سہروردی، ابوحنیفہ، محمد بن ادریس شافعی، مالک بن انس، احمد بن حنبل، ابوالحسن اشعری رحمہم اللہ کا جو درجہ ہوگا، وہ ان کے سلسلوں میں آئندہ آنے والے ہزاروں لاکھوں، مریدوں، نیک صالح مسلمانوں سے بدرجہا بڑھا ہوا ہوگا، اسی طرح بادشاہوں میں صلاح الدین ایوبی، اورنگزیب عالمگیر، نورالدین زنگی، سلطان فتح علی ٹیپو، شمس الدین التمش، کا جو درجہ ہوگا، وہ ان امراء و نیک صالح حکام سے تو بہت بلند ہوگا، جن کی قربانیاں، جانفشانیاں اس درجے کی نہیں، بس اپنی زندگی میں نیک صالح اور منصف مزاج تھے، اسی طرح فاتحین و جرنیلوں میں محمد بن قاسم، طارق بن زیاد، عقبہ بن نافع، موسیٰ بن نصیر، شہاب الدین غوری، ملاعمر، اسامہ بن لادن، وغیرہم کا جو درجہ ہوگا، ان کے روشن کارناموں اور سنہری اسلامی خدمات کی وجہ سے وہ دیگر نیک صالح لشکریوں، سپاہیوں، کمانڈروں، افسروں سے بڑھ کر ہوگا، **علی هذا القیاس**۔ (سورہ دہر کی متعلقہ آیات کی تشریح یہاں مکمل ہوگئی)

مقالات ومضامین

مولانا محمد ریحان

دس محرم سے متعلق بعض روایات کی حیثیت (قسط 1)

کسی کے سوال پر کہ دس محرم کے دن قیام قیامت کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ بندہ نے تحقیق شروع کی۔اس حدیث کی تحقیق کے دوران دس محرم کے دن سے متعلق بعض فضائل بھی سامنے آئے، جو مستند احادیث وروایات سے ثابت نہیں ہوئے، یا ان کی اسناد پر محدثین نے کلام کیا ہے، اس لئے ان کو بھی بحث کا حصہ بنالیا۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ دس محرم کے دن کے روزہ کی فضیلت، اس دن اہل وعیال پر وسعت کرنے اور دس محرم کے دن کی نفس فضیلت کا معاملہ جدا حیثیت رکھتا ہے۔

مزید تفصیل وحوالہ جات کے لیے ملاحظہ ہو ماہ محرم کے فضائل واحکام مصنفہ مفتی محمد رضوان صاحب مدظلہم۔

دس محرم کوروزہ رکھنے پر ساٹھ سال کے ثواب کی روایت

امام بیہقی رحمہ اللہ نے فضائل الاوقات میں ایک لمبی روایت ذکر کی ہے جس کے شروع میں ہے کہ:

من صام یوم عاشوراء کتبت له عبادة ستین سنة بصیامها وقیامها (فضائل الاوقات للبیہقی ج ۱ ص ۲۶۸ رقم الحدیث ۲۳۷)

جس نے دس محرم کا روزہ رکھا تو اس کوروزہ رکھنے پر ساٹھ سال کی عبادت کا ثواب دیا گیا (فضائل الاوقات)

اس حدیث کی سند میں ایک راوی حبیب بن ابی حبیب ہے، جس کو بعض محدثین نے متروک اور بعض نے کذاب کہا ہے۔ [1]

---

[1] حدیث من صام یوم عاشوراء کتب الله له عبادة ستین سنة. باطل وهذا یرویه حبیب بن أبی حبیب قال الهیثمی متروک کذاب(اسنی المطالب فی احادیث مختلفة المراتب ج ۱ ص ۲۷۳)

من صام یوم عاشوراء کتب الله له عبادة ستین سنة

فیه حبیب ابن أبی حبیب کان یضع الحدیث(کتاب معرفة التذکرة لابن طاهر المقدسی ج ۱ ص ۲۲۰ رقم الحدیث ۸۳۲)

حبیب بن أبی حبیب الخرططی المروزی. عن إبراهیم الصائغ وغیره. کان یضع الحدیث.قاله ابن حبان وغیره.روی محمد بن عبد الله بن قهزاذ، عن حبیب، عن إبراهیم الصائغ، عن میمون بن مهران، عن ابن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

دس محرم کا روزہ رکھنے پر دس ہزار فرشتوں کے برابر ثواب کی روایت

امام بیہقی رحمہ اللہ نے فضائل الاوقات میں ایک روایت یہ ذکر فرمائی ہے جس میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

ومن صام يوم عاشوراء أعطى ثواب عشرة آلاف ملك (فضائل الاوقات للبيهقى ج ا ص ٢٦٨ رقم الحديث ٢٣٧)

ترجمہ: جس نے دس محرم کے دن روزہ رکھا تو اسے دس ہزار فرشتوں کے برابر ثواب دیا جائے گا (فضائل الاوقات)

اس روایت کو علامہ شوکانی وغیرہ نے موضوع کہا ہے۔ [1]

دس محرم کا روزہ رکھنے پر مختلف فضائل کی روایت

بعض روایات میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

جس نے دس محرم کے دن روزہ رکھا تو اسکے لیے ساٹھ سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا، جس نے دس محرم کے دن کا روزہ رکھا تو اس کو دس ہزار فرشتوں کے برابر ثواب حاصل ہوگا، جس نے دس محرم کا روزہ رکھا تو اسے دس ہزار شہیدوں کے برابر اجر حاصل ہوگا، جس نے دس محرم کا روزہ رکھا تو اس کو سات آسمانوں کے برابر ثواب حاصل ہوگا، جس نے دس محرم کے دن کسی کو افطار کرایا تو اس نے گویا کہ تمام امت محمدیہ کے فقیروں کو افطار کرایا، اور دس محرم کے دن کسی نے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس یتیم کے سر کے بالوں کے برابر جنت میں اس کے درجے بلند کردئے گئے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ عباس -مرفوعاً :من صام عاشوراء كتب الله له عبادة سبعين سنة بصيامها وقيامها، وأعطى ثواب عشرة آلاف ملك، وثواب سبع سموات .ومن أفطر عنده مؤمن يوم عاشوراء فكأنما أفطر عنده جميع أمة محمد.ومن أشبع جائعا فى يوم عاشوراء فكأنما أطعم فقراء الأمة.ومن مسح رأس يتيم يوم عاشوراء رفعت له بكل شعرة درجة فى الجنة .وذكر حديثاً طويلا موضوعا، وفيه :إن الله خلق العرش يوم عاشوراء ، والكرسى يوم عاشوراء ، والقلم يوم عاشوراء ، وخلق الجنة يوم عاشوراء ،وأسكن آدم الجنة يوم عاشوراء ..إلى أن قال :وولد النبى صلى الله عليه وسلم (يوم عاشوراء)) ، واستوى الله على العرش يوم عاشوراء ، ويوم القيامة يوم عاشوراء ، فانظر إلى هذا الافک (ميزان الاعتدال لذهبى ج ا ص ۴۵۱)

ومن ذلک حديث من صام يوم عاشوراء كتب الله له عبادة ستين سنة وهذا باطل يرويه حبيب بن أبى حبيب عن إبراهيم الصائغ عن ميمون بن مهران عن ابن عباس وحبيب كان يضع الأحاديث (المنار المنيف ج ا ص ۴۷)

[1] حديث" :مَنْ صَامَ يَوْمَ عَاشُورَاء َأُعْطِيَ ثَوَابَ عَشَرَةِ آلافِ مَلَكٍ. ذَكَرَهُ فى اللآلىء مُطَوَّلا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا وهو موضوع (الفوئد المجموعة ج ا ص ٩٦ كتاب الصيام)

اس طرح کے فضائل کو محدثین نے موضوع و من گھڑت قرار دیا ہے۔ [1]

دس محرم کو اللہ کا عرش پر مستوی ہونا اور قیام قیامت

علامہ ابن جوزی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ:

من صام يوم عاشوراء كتب الله له عبادة ستين سنة بصيامها وقيامها ، ومن صام يوم عاشوراء أعطى ثواب عشرة آلاف ملك ، ومن صام يوم عاشوراء أعطى ثواب ألف حاج ومعتمر ، ومن صام يوم عاشوراء أعطى ثواب عشرة آلاف شهيد ، ومن صام يوم عاشوراء كتب الله له أجر سبع سموات ، ومن أفطر عنده مؤمن فى يوم عاشوراء فكأنما أفطر عنده جميع أمة محمد ، ومن أشبع جائعا فى يوم عاشوراء فكأنما أطعم جميع فقراء أمة محمد صلى الله عليه وسلم وأشبع بطونهم ومن مسح على رأس يتيم رفعت له بكل شعرة على رأسه فى الجنة درجة ، قال فقال عمر يا رسول الله لقد فضلنا الله عزوجل بيوم عاشوراء ؟ قال :نعم خلق الله عز وجل يوم عاشوراء السماوات والارض كمثله ، وخلق الجبال يوم عاشوراء والنجوم كمثله وخلق القلم يوم عاشوراء واللوح كمثله ، وخلق جبريل يوم عاشوراء وملائكته يوم عاشوراء ، وخلق آدم يوم عاشوراء وولد إبراهيم يوم عاشوراء ، ونجاه الله من النار يوم عاشوراء ، وفداه الله يوم عاشوراء ، وغرق فرعون يوم عاشوراء ورفع إدريس يوم عاشوراء ، وولد فى يوم عاشوراء ، وتاب الله على آدم فى يوم عاشوراء ، وغفر ذنب داود فى يوم عاشوراء ، وأعطى الله الملك لسليمان يوم عاشوراء ، وولد النبى صلى الله عليه وسلم فى

---

[1] فضل يوم عاشوراء وصيامه:فمنها حديث ابن عباس مرفوعا من صام يوم عاشوراء كتب الله له عبادة ستين سنة بصيامها وقيامها ومن صام يوم عاشوراء أعطى ثواب عشرة آلاف ملك ومن صام يوم عاشوراء أعطى ثواب عشرة آلاف شهيد ومن صام يوم عاشوراء كتب الله له أجر سبع سماوات ومن أفطر عنده مؤمن فى يوم عاشوراء فكأنما أطعم جميع فقراء أمة محمد وأشبع بطونهم ومن مسح على رأس يتيم رفعت له بكل شعرة على رأسه درجة فى الجنة..............أخرجه ابن الجوزى بسند فيه حبيب بن أبى حبيب وقال موضوع آفته حبيب انتهى وأقره عليه السيوطى وابن عراق والحافظ ابن حجر وغيرهم وفى ميزان الاعتدال للذهبى حبيب بن أبى حبيب الخرطى المروزى عن إبراهيم الصائغ وغيره كان يضع الحديث(الآثار المرفوعة فى الاخبار الموضوعة للكنوى ج ا ص ۹۵)

یوم عاشوراء ، واستوی الرب عزوجل علی العرش یوم عاشوراء ، ویوم القیامة یوم عاشوراء (الموضوعات لابن الجوزی ج۲ ص۲۰۳)

جس نے دس محرم کا روزہ رکھا تو اس کے لیے ساٹھ سال کی عبادت کا ثواب لکھ دیا گیا، جس نے دس محرم کا روزہ رکھا تو اس کے لیے دس ہزار فرشتوں کے برابر ثواب لکھ دیا گیا، جس نے دس محرم کا روزہ رکھا تو اس کو ہزار حاجیوں یا ہزار عمرہ کرنے والوں کے برابر ثواب دیا گیا، جس نے دس محرم کا روزہ رکھا تو اس کو دس ہزار شہیدوں کے برابر اجر ملا، جس نے دس محرم کا روزہ رکھا تو اس کے لیے ساتوں آسمانوں کے برابر اجر لکھ دیا گیا، جس نے دس محرم کو کسی کو افطار کرایا تو گویا کہ اس نے پوری امت محمدیہ کو اپنی طرف سے افطار کرایا، جس نے دس محرم کو کسی بھوکے کو سیر کیا تو اس نے گویا کہ پوری امت محمدیہ کے فقیروں کو سیر کیا، جس نے دس محرم کو کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کے سر کے بالوں کے برابر اس کے جنت میں درجے بڑھا دیے گئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا: کیا اللہ تعالی نے ہمیں دس محرم کے دن فضیلت عطا کی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں، اللہ تعالی نے دس محرم کو زمین و آسمان کو پیدا کیا، پہاڑوں اور ستاروں کو اسی دن پیدا کیا، لوح و قلم کو اسی دن پیدا کیا، حضرت جبریل کو اور دوسرے فرشتوں کو اسی دن پیدا کیا، حضرت آدم علیہ السلام کو اسی دن پیدا کیا، اسی دن حضرت ابراہیم کی ولادت ہوئی، اسی دن اللہ نے انہیں آگ سے نجات دی، اور اسی دن اللہ نے آپ کے بچے کو مینڈھا دے کر بچایا، اسی دن اللہ نے فرعون کو غرق کیا، اسی دن اللہ نے حضرت ادریس کو اٹھایا اور اسی دن ان کی پیدائش ہوئی، اسی دن اللہ نے حضرت آدم کی توبہ قبول فرمائی، اسی دن اللہ نے حضرت داؤد کی خطا کو معاف کیا، اسی دن اللہ نے حضرت سلیمان کو سلطنت عطا کی، اسی دن جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی، اورسی دن اللہ عرش پر مستوی ہوا اور اسی دن قیام قیامت ہوگا (الموضوعات) [1]

علامہ ابن جوزی نے یہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ حدیث بلاشبہ موضوع ومن

---

[1] أنبأنا عبدالله بن علی المقری أنبأنا جدی أبو منصور الخیاط أنبأنا عبد السلام بن أحمد الانصاری حدثنا أبو الفتح بن أبی الفوارس أنبأناسن بن إسحاق بن زید المعدل حدثنا أحمد بن محمد بن مصعب حدثنا محمد بن عبدالله بن قهزاد حدثنا حبیب بن أبی حبیب عن إبراهیم الصائغ عن میمون بن مهران عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم(الموضوعات لابن الجوزی ج۲ ص۲۰۳)

Idara Ghufran

گھڑت ہے۔ [1]

اس طرح کی روایت امام بیہقی رحمہ اللہ نے فضائل الاوقات میں ذکر کی ہے۔ [2]

جس کے بعدامام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هـذا حديث منكر ، وإسناده ضعيف بمرة وأنا أبرأ إلى الله من عهدته ، وفى متنـه ما لا يستقيم وهو ما روى فيه من خلق السماوات والأرضين والجبال كـلهـا فـى يـوم عـاشـوراء والله تعالى يقول :(الـلـه الذى خلق السموات والأرض فى ستة أيام ثم استوى على العرش) ومن المحال أن تكون السنة كـلها في يوم عاشوراء فدل ذلک على ضعف هذا الخبر ، والله أعلم (فضائل الاوقات للبيهقى ج ا ص ٢٦٨ رقم الحديث ٢٣٧)

---

[1] هـذا حديث موضوع بلا شک .قال أحمد بن حنبل :كـان حبيب بن أبى حبيب يكذب .وقال ابن عدى :كان يضع الحديث .وفـى الرواة من يدخل بين حبيب وبين إبراهيم إبله .وقال أبو حاتم أبو حبان : هذا حديث باطل لا أصل له .قال وكان حبيب من أهل مرو يضع الحديث على الثقاة لا يحل كتب حديثه إلا على سبيل القدح فيه((الموضوعات لابن الجوزى ج٢ ص٢٠٣)

[2] أخبـرنا السيد أبو الحسن محمد بن الحسين بن داود العلوى قراء ة عليه ، وأبو بكر أحمد بن الحسن الـقاضى رحمه الله إملاء قالا :أخبـرنـا أبـو محمد حاجب بن أحمد الطوسى ، حدثنا عبد الرحيم بن منيب ، حدثنا حبيب بن محمد المروزى حدثنى أبى عن إبراهيم الصائغ ، عن ميمون بن مهران ، عن ابن عباس ، قال :قـال رسول الله صلى الله عليه وسلم : مـن صـام يوم عاشوراء كتبت له عبادة ستين سنة بصيامها وقيامها ، ومـن صـام يـوم عـاشـوراء أعـطـى ثـواب عشرة آلاف ملک ، ومن صام يوم عاشوراء أعطى ثواب ألف حاج ومـعـتـمـر ، ومن صام يوم عاشوراء أعطى ثواب عشرة آلاف شهيد ، ومن صام يوم عاشوراء كتب له أجر سبع سـماوات ، ومن أفطر عنده مؤمن فى يوم عاشوراء فكأنما أفطر عنده جميع أمة محمد عليه الصلاة والسلام ، ومـن أشبـع جائعا فى يوم عاشوراء فكأنما أطعم جميع فقراء أمة محمد صلى الله عليه وسلم ، وأشبع بطونهم ومن مسح يده على رأس يتيم فى يوم عاشوراء رفعت له بكل شعرة على رأسه درجة فى الجنة قال :قال عمر رضى الله عنه :يـا رسول الله ، لقد فضلنا الله عز وجل فى يوم عاشوراء ، قال : نعم خلق الله السماوات فى يـوم عـاشـوراء ، والأرضين كمثله ، وخلق العرش فى يوم عاشوراء ، والكرسى كمثله ، وخلق الجبال فى يوم عـاشـوراء والـنـجـوم كمثله ، وخلق القلم فى يوم عاشوراء واللوح كمثله ، وخلق جبريل عليه السلام فى يوم عـاشـوراء وملائكته فى يوم عاشوراء ، وخلق آدم عليه السلام فى يوم عاشوراء ، وحواء كمثله ، وخلق الجنة فـى يوم عاشوراء ، وأسكن آدم عليه السلام فى يوم عاشوراء ، وولد إبراهيم خليل الرحمن فى يوم عاشوراء ، ونجاه الله من النار فى يوم عاشوراء ، وفداه الله عز وجل فى يوم عاشوراء ، وأغرق فرعون فى يوم عاشوراء ، ورفـع إدريـس عـليه السلام فى يوم عاشوراء ، وكشف الله عن أيوب فى يوم عاشوراء ، ورفع عيسى بن مريم فى يوم عاشوراء ، وولد فى يوم عاشوراء ، وتاب الله على آدم فى يوم عاشوراء ، وغفر ذنب داود عليه السلام فـى يـوم عـاشـوراء ، وأعـطـى ملک سليمان فى يوم عاشوراء ، وولد النبى صلى الله عليه وسلم فى يوم عاشوراء ، واستوى الـرب عز وجل على العرش فى يوم عاشوراء ، ويوم القيامة فى يوم عاشوراء قال القاضى أبو بكر :استوى من غير مماسة ولا حركة كما يليق بذاته .(فضائل الاوقات للبيهقى ج ا ص ٢٦٨ رقم الحديث ٢٣٧)

یعنی یہ حدیث منکر ہے،اوراس کی سند بہت کمزور ہے،اور میں اس حدیث کی ذمہ داری سے اللہ کے آگے اپنے آپ کو بری کرتا ہوں،اوراس حدیث میں کچھ ایسا ہے جو درست نہیں، یہ کہ اللہ کا زمین وآسمان اور تمام پہاڑوں کو دس محرم کو پیدا کرنے کا ذکر ہے۔حالانکہ اللہ تعالی (قرآن میں) فرمایا ہے:

الله الذی خلق السموات والأرض فی ستة أیام ثم استوی علی العرش

اللہ نے زمین وآسمان کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر مستوی ہوگیا۔

اور یہ بات ناممکن ہے کہ سارا سال دس محرم کا ہو،سو یہ تمام امور اس حدیث کے ضعف پر دلالت کرتے ہیں (فضائل الاوقات)

(جاری ہے............)

Idara Ghufran

مقالات ومضامین

قاری جمیل احمد

تحمل و برداشت

انسان کے اندر خیر بھی ہے اور شر بھی، جنات میں شر غالب ہے، اور فرشتوں میں خیر ہی خیر ہے۔
انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے ان دو چیزوں کو دے کر آزمائش میں مبتلا کیا ہے کہ تمہارے سامنے خواہشیں بھی آئیں گی، اور تمہیں دنیا کی رنگینیاں بھی اپنی طرف کھینچیں گی، یہ دیکھنا ہے کہ تم اپنے دل کا استعمال کس طرح کرتے ہو۔

ایک راستہ وہ ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے بتایا ہے، وہ خیر کا راستہ ہے، اور دوسرا راستہ وہ ہے، وہ ہے جو شیطان بتاتا ہے، وہ شر کا راستہ ہے، دو راستے ہیں، ایک خیر اور دوسرا شر کا۔
تحمل و برداشت اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے، اور اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے واسطے سے ہمیں بتایا ہے، جس کو اختیار کرنے میں خیر ہے۔

بات یہ ہے کہ جب شیطان انسان کو یہ بتاتا ہے کہ تم بہت اچھے ہو، اور دوسرے بُرے ہیں، تمہارے اندر یہ خوبیاں ہیں، اور دوسروں میں یہ برائیاں ہیں، تو انسان راہِ ہدایت سے بھٹک جاتا ہے، اور پھر وہ اپنے آپ کو پسند کرنے لگتا ہے، اور نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ دوسرے کے ساتھ نہ رواداری ہے، اور نہ تحمل و برداشت ہے۔

آج معاشرے کے ہر شعبہ میں برداشت اور رواداری کی کمی کی وجہ سے ہم لوگ خود اپنے آپ کو بہت سی مصیبتوں میں گرفتار کر لیتے ہیں، اور دوسروں کو بھی مصیبت میں گرفتار کرتے ہیں، اور اس طرح معاشرہ ابتری کا شکار ہو جاتا ہے۔

حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ ایک مرتبہ جامع مسجد دہلی میں وعظ فرمارہے تھے، اس دوران ایک آدمی جوان کا مخالف تھا، بھرمجمع میں کھڑا ہوا، اور کہا کہ مولانا ہمیں معلوم ہوا کہ آپ ناجائز حمل سے ہیں، منبر پر وعظ ہورہا ہے، اور مشہور عالمِ دین ہیں، اور بہت بڑا مجمع ان کا وعظ سننے کے لیے بے تاب ہے، اچانک یہ سن کر سارا مجمع چونکا، اور اندیشہ یہ تھا کہ کوئی فساد برپا نہ ہوجائے، حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ نے سب کو کہا کہ بیٹھ جاؤ، اور اس کے بعد فرمایا کہ بھائی! جن صاحب نے یہ بات کہی ہے، میں

ان سے عرض کرتا ہوں کہ میری والدہ کی شادی ونکاح کے گواہ ابھی تک دہلی میں موجود ہیں، اوران کو بتا تا ہوں کہ ان کو غلط فہمی ہوئی ہے، یا ان کو شاید کسی اور نے بتایا ہے، یا شیطانی حملے میں آ کر ایسا کہہ رہے ہیں، تو یہ بردباری کا مظاہرہ تھا۔

ہمارے بزرگوں کا یہ معمول رہا ہے کہ انہیں برا بھلا کہا گیا، اور کفر کے فتوے بھی لگتے تھے، اور جتنی بھی ملامت ہوسکتی تھی وہ لوگ کرتے تھے، مگر وہ ان کے جواب میں یہ کہا کرتے تھے کہ یہ انبیاء علیہم السلام کا ورثہ (ترکہ) ہے، دین کے راستے میں انبیاء علیہم السلام کو بھی برا بھلا کہا گیا ہے، اور ہمیں بھی دین کے راستے میں برا بھلا کہا جارہا ہے، ہمارے بزرگانِ دین دوسروں کے برا بھلا کہنے پر بجائے ناراض ہونے کے یہ کوشش فرماتے کہ جو آدمی برا بھلا کہہ رہا ہے، وہ اس کو نرمی سے اور ہمدردی سے سمجھائے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ جو برا بھلا کہے، اس کو اپنا دشمن نہ سمجھیں، بلکہ اس کو بیمار سمجھیں، اور بیمار سمجھ کر اس پر ترس کھائیں، اور اس کو دوا بتائیں، اور اچھے حکیموں اور ڈاکٹروں کا پتہ بتائیں (یعنی روحانی معالج، نفسیاتی معالج کا) اس طرح تحمل وبرداشت کی فضا پیدا ہوگی، اور معاشرہ ابتری سے نکلے گا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

Idara Ghufran

بسلسلہ :تاریخی معلومات

مولانا طارق محمود

ماہِ ذوالقعدۃ: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ ذیقعدہ ۷۰۱ھ: میں حضرت ابوالمجد عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد بن عمر اسفرایینی دمشقی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۳۷۹)

□......ماہِ ذیقعدہ ۷۰۲ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن ابی الفتح بن محمود بن ابی الوحش شیبانی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۱۲۲)

□......ماہِ ذیقعدہ ۷۰۴ھ: میں حضرت اُمِ محمد صفیہ بنت احمد بن عبداللہ بن مسلم بن حماد بن میسرہ ازدیہ رحمہا اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۳۰۸)

□......ماہِ ذیقعدہ ۷۰۵ھ: میں حضرت ابومحمد شرف الدین عبدالمؤمن بن خلف بن ابوالحسن بن شرف دمیاطی تونی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۴۲۴)

□......ماہِ ذیقعدہ ۷۰۷ھ: میں حضرت ابوحفص عمر بن ابی القاسم بن عمر یونینی سلاوی صوفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۸۳)

□......ماہِ ذیقعدہ ۷۰۸ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن بن سلمہ بن کوکب طائی مقدسی حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۲۰۹)

□......ماہِ ذیقعدہ ۷۰۹ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن ابراہیم بن خضر بن معری جنائزی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۶)

□......ماہِ ذیقعدہ ۷۱۰ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن عیسیٰ بن سلیمان بن رمضان بن ابی الکرم ثعلبی مصری شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۳۹)

□......ماہِ ذیقعدہ ۷۱۲ھ: میں حضرت اُمِ یحییٰ ست القضاۃ بنت یحییٰ بن احمد شیرازی رحمہا اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۲۹۴)

□......ماہِ ذیقعدہ ۷۱۵ھ: میں حضرت ابوالفضل سلیمان بن حمزہ بن احمد بن عمر حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۲۶۹)

Idara Ghufran

□......ماہِ ذیقعدہ ۶۱۸ھ: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن عبدالحافظ بن عبدالحمید بن محمد مقدسی نابلسی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۱۳۸)

□......ماہِ ذیقعدہ ۶۲۰ھ: میں حضرت نجم الدین عبدالملک بن عبدالقاہر بن عبدالغنی بن تیمیہ حرانی شاہد صوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۴۲۱)

□......ماہِ ذیقعدہ ۶۲۱ھ: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن شاہنشاہ امجدی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۱۵۶)

□......ماہِ ذیقعدہ ۶۲۲ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن علی بن سالم بن رضوان مزی مؤذن نجار رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۲۳۸)

□......ماہِ ذیقعدہ ۶۲۸ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن عبداللہ بن ابی القاسم بن تیمیہ حرانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۵۶)

□......ماہِ ذیقعدہ ۶۲۹ھ: میں حضرت ابوالفضل محمد بن ابراہیم بن عبدالغنی عدل بعلبکی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۱۳۳)

□......ماہِ ذیقعدہ ۶۳۲ھ: میں حضرت ابوالفرج عبدالرحمٰن بن مفتی شمس الدین محمد بن مفتی فخر الدین عبدالرحمٰن بن یوسف بعلبکی دمشقی حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۳۷۷)

□......ماہِ ذیقعدہ ۶۳۳ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن الحسن بن احمد واسطی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۲۴)

□......ماہِ ذیقعدہ ۶۳۵ھ: میں حضرت ام عمر زینب بنت یحییٰ سلمیہ دمشقیہ رحمہا اللہ کی وفات ہوئی۔ (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۲۵۷)

□......ماہِ ذیقعدہ ۶۳۶ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن علی بن ابی بکر دمشقی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۲۵۰)

□......ماہِ ذیقعدہ ۶۴۰ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن عبدالغنی بعلبکی دریبی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۳۲۶)

□......ماہِ ذیقعدہ ۶۴۳ھ: میں حضرت محمد بن احمد بن شیبان بن تغلب شیبانی صالحی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۱۴۵)

علم کے مینار امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (قسط:12) مولانا غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

ابوحنیفہ، حلقۂ درس کی خصوصیات

شاگردوں کی حوصلہ افزائی

عمر بن سلیمان عطار فرماتے ہیں کہ میں جب کوفہ میں تھا، تو میں ابوحنیفہ کی مجالس میں آیا جایا کرتا تھا، اس دوران (آپ کے شاگرد) زفر بن ہذیل کی شادی ہوئی، اور زفر بن ہذیل کا نکاح ابوحنیفہ نے پڑھایا، چنانچہ آپ نے بڑے انشراح کے ساتھ ان کا نکاح پڑھایا، اور خطبۂ نکاح میں ان کے (یعنی زفر بن ہذیل) کے بارے میں بڑے شاندار الفاظ کہے کہ:

"ھذا زفر بن الھذیل وھو امام من أئمة المسلمین وعلم من أعلام الدین فی حسبه وشرفه وعلمه"

یہ زفر بن ہذیل ہیں، جو اپنے حسب ونسب، اور اپنی شرافت اور اپنے علم کی وجہ سے مسلمانوں کے مقتدا اور امام ہیں، اور دین کے زبردست عالم ہیں۔

شاگرد کے بارے میں استاد کے یہ الفاظ سن کر حاضرینِ مجلس بہت متاثر ہوئے، مگر ان کے خاندان کے بعض افراد نے زفر سے یہ شکوہ کیا کہ تمہارے قبیلہ کے اعیان واشراف اور معزز لوگ مجلس میں موجود ہیں، پھر بھی تم نے ابوحنیفہ سے نکاح پڑھوایا، اس پر زفر نے کہا کہ اگر ان کی جگہ میرے والد ہوتے، میں تب بھی ابوحنیفہ کو ہی اس کے لیے آگے بڑھاتا۔ [1]

وکیع فرماتے ہیں کہ ایک شاگرد نے امام صاحب سے سوال کیا کہ فقہی بصیرت اور اتقان کیسے حاصل کیا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ پوری توجہ اور دلجمعی کے ساتھ کام کیا جائے۔

---

[1] عمرو بن سلیمان العطار قال کنت بالکوفة اجالس ابا حنیفة فتزوج زفر فحضره ابو حنیفة فقال له تکلم فخطب فقال فی خطبته ھذا زفر بن الھذیل وھو امام من أئمة المسلمین وعلم من أعلام الدین فی حسبه وشرفه وعلمه فقال بعض قومه وقالوا له ما یسرنا ان غیر ابی حنیفة خطب حین ذکر خصاله ومدحه وکره ذلک بعض قومه لو حضر بنو عمک واشراف قومک وتسأل ابا حنیفة ان یخطب فقال لو حضرنی ابی لقدمت ابا حنیفة علیه (اخبار ابی حنیفة و اصحابه لابی عبد الله الصیمری، ص 109)

اس نے کہا کہ اس کی کیا صورت ہوگی؟ آپ نے فرمایا کہ دنیاوی مشاغل ختم کردیئے جائیں۔
اس نے کہا کہ یہ کیسے ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ:

"تأخذ الشیء عند الحاجة ولا تزد"

جس چیز کی جتنی ضرورت ہو، اتنی ہی حاصل کرو، اور زیادہ کے چکر میں نہ پڑو، یعنی قناعت پسندی کو زندگی کا شعار اور دستور العمل بنالو۔ [1]

شاگردوں کی ہمت اور حوصلہ افزائی، اور ان کی خیرخواہی، اور ان کی ضروریات پر توجہ دینا، اخلاقِ کریمانہ میں سے ممتاز وصف تھا، آپ کے حلقۂ درس کی خصوصیات میں سے تھا۔

چند مخصوص شاگردوں کے نام

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں کی تعداد کئی ہزار تک ہے، جب کہ معاصرین میں کسی فقیہ یا محدث کے تلامذہ کی تعداد اتنی زیادہ نہیں، جبکہ بعض کتب میں تقریباً آٹھ سو (800) شاگردوں کے نام اور ان کے حالات ذکر کیے گئے ہیں کہ جنہوں نے مندرجہ ذیل ملکوں اور شہروں سے آ کر، امام صاحب سے فیض پایا۔

یمن مصر موصل کوفہ بصرہ دمشق مدینہ منورہ مکہ مکرمہ

جرجان طبرستان ہمدان اصفہان کرمان اہواز بغداد بحرین

مدائن سجستان خوارزم ہرات بلخ سمرقند ' بخارا سرخسی

جب کہ بعض دوسری کتب میں ان کے علاوہ اور بھی کئی شہروں اور ملکوں کا ذکر ہے۔

کتبِ سیر وسوانح میں امام صاحب کے تلامذہ کے نام اور حالات، ملکوں اور شہروں کی نسبت سے لکھے ہیں، جن میں فقہاء، محدثین، قضاۃ اور دیگر علمی شخصیات سب ہی شامل ہیں، جن میں سے چند حضرات کے نام درج ذیل ہیں۔

قاضی القضاۃ امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم، امام محمد بن حسن شیبانی، زفر بن ہذیل، حماد بن ابی حنیفہ، حسن بن زیاد، قاضی اسد بن عمرو، ابو مطیع حکم بن عبداللہ بلخی، زکریا بن ابی زائدہ، مسعر بن کدام، سفیان ثوری، یونس بن اسحاق، داؤد طائی، حسن بن صالح، ابوبکر بن عیاش، عیسیٰ

---

[1] ملیح بن وکیع قال سمعت أبی یقول سمعت رجلا یسأل أبا حنیفة بم یستعان علی الفقه حتی یحفظ قال یجمع الهم قال قلت وبم یستعان علی جمع الهم قال بحذف العلائق قال قلت وبم یستعان علی حذف العلائق قال تأخذ الشیء عند الحاجة ولا تزد (اخبار ابی حنیفة و اصحابه لابی عبد الله الصیمری، ص 22)

Idara Ghufran

بن یونس، علی بن مسہر، حفص بن غیاث، عبداللہ بن مبارک، وکیع بن جراح، عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (صاحبِ مصنف عبدالرزاق)، علی بن عاصم، عباد بن عوام، یحیٰی بن یمان، خارجہ بن مصعب، مصعب بن مقدام، ربیعہ بن عبدالرحمٰن رائی، یحیٰی بن نصر، ابراہیم بن طہمان، وغیرھا ذلک۔

ان میں سے اکثر حضرات اپنے وقت کے امام، فقیہ اور محدث تھے، اور بہت سے حضرات قاضی کے عہدہ پر بھی فائز رہے، جب کہ دیگر کتب میں ان کے علاوہ آپ کے اور بھی کئی تلامذہ کا نام ملتا ہے، جو آپ کے فیض سے خلق اللہ کو مستفید کرتے رہے۔

ذریعۂ معاش

ائمہ دین نے علمِ دین کو کبھی ذریعۂ معاش نہیں بنایا، اور نہ اس سے کسی قسم کا دنیاوی مفاد حاصل کیا، بلکہ دینی خدمت کے طور پر تعلیم وتعلم، تحدیث وروایت، تفقہ وافتاء کے کام کے ساتھ معاش ومعیشت کے لیے ذاتی کاروبار کیا کرتے تھے، اور اسی وجہ سے ان کے نام ونسب کے ساتھ ان کے پیشوں کی نسبت بھی بیان کی جاتی تھی، ذیل میں فائدہ کی غرض سے چند نسبتوں کا ذکر کیا جاتا ہے، جو کہ ائمہ دین کے ناموں کے ساتھ ذکر ومنسوب ہیں۔

(1)...... بزّاز (پارچہ فروش) جیسا کہ محمد بن محمد یوسف خوارزمی بزازی، فقہ کی مشہور ومعروف کتاب ''الفتاویٰ البزازیہ'' کے مصنف، اور اور اسی طرح امام ابوحفص بزاز رحمہ اللہ۔ [1]

(2)...... خزّاز (ریشم فروش) جیسا کہ فقہ حنفی کے بانی اور ائمہ اربعہ میں سے مشہور ومعروف شخصیت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ۔

(3)...... زیّات (روغن فروش) جیسا کہ حمزہ بن حبیب بن عمارہ بن اسماعیل کوفی زیات،

---

[1] البزازی، المتوفی827:

هو محمد بن محمد بن شهاب بن يوسف الكردى الخوارزمی، المعروف بالبزازى .فقيه حنفی، أصولی، حاز قصبات السبق فی العلوم .أخذ عن أبيه، واشتهر فی بلاده، وكان يفتی بكفر "تيمورلنک ."من تصانيفه ": الفتاوى البزازية "، و "شرح مختصر القدورى "فی فروع الفقه الحنفی، و "مناسک الحج "، و "آداب القضاء "، و "الجامع الوجيز (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٥، ص ٣٣٩، تحت الترجمة: البزازی)

سات مشہور قرائتوں میں سے ایک کے امام۔ [1]

(4)...... سمّان (گھی فروش) جیسا کہ مشہور تابعی اور ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے آزاد غلام، محدث ابو صالح سمان، آپ کا شمار مدینہ کے کبار علماء میں ہوتا تھا۔ [2]

(5)...... بزّار (غلہ فروش) جیسا کہ مشہور محدث اور حدیث کی مشہور کتاب ''مسند البزار'' کے مصنف ''ابو بکر احمد عمرو بن عبد الخالق بزار''۔ [3]

(6)...... جصّاص (چونا گر) جیسا کہ مشہور حنفی فقیہ اور امام، امام احمد بن علی ابو بکر الرازی الجصاص، آپ کی تصانیف میں سے ''احکام القرآن للجصاص'' اہلِ علم حضرات میں مشہور و متداول کتاب ہے۔ [4]

(7)...... قدوری (کمہار) جیسا کہ فقہ حنفی کے اکابرین میں سے مشہور و معروف شخصیت

---

[1] حمزة بن حبيب (156 - 80) :
هو حمزة بن حبيب بن عمارة بن إسماعيل، أبو عمارة، الكوفى، التيمى، الزيات، أحد القراء السبعة، كان من موالى التيم فنسب إليهم .روى عن أبى إسحاق السبيعى وأبى إسحاق الشيبانى والأعمش وعدى بن ثابت والحكم بن عتيبة وحبيب بن أبى ثابت وغيرهم .وعنه ابن المبارك وحسين بن على الجعفى وعبد الله بن صالح العجلى وأبو أحمد الزبيرى وغيرهم .قال العجلى :ثقة، وقال أبو حنيفة :غلب حمزة الناس على القرآن والفرائض .قال ابن حجر :انعقد الإجماع على تلقى قراء ته بالقبول (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٣، ص ٣٠٩، تحت الترجمة: حمزه بن حبيب)

[2] أبو صالح السمان :(ولد فى خلافة عمر 101 -هـ):
هو ذكوان بن عبد الله مولى أم المؤمنين جويرية الغطفانية، كان من كبار العلماء بالمدينة .سمع من سعد بن أبى وقاص، وعائشة، وأبى هريرة، وابن عباس، وعبد الله بن عمر وغيرهم .وحدث عنه ابنه سهيل بن أبى صالح، والأعمش، وسمى، وزيد بن أسلم، وعبد الله بن دينار، والزهرى وغيرهم، قال عنه الإمام أحمد :ثقة ثقة، من أجل الناس وأوثقهم، قال الأعمش :كان أبو صالح مؤذنا فأبطأ الإمام، فأمنا فكان لا يكاد يجيزها من الرقة والبكاء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٣٨، ص ٣٨٩، تحت الترجمة: ابو صالح السمان)

[3] البَزَّارُ أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بنُ عَمْرٍو البَصْرِيُّ الشَّيْخُ، الإِمَامُ، الحَافِظُ الكَبِيْرُ، أَبُو بَكْرٍ أَحْمَد بن عَمْرِو بنِ عَبْدِ الخَالِقِ البَصْرِيُّ، البَزَّارُ، صَاحِبُ (المُسْنَدِ) الكَبِيْرِ، الَّذِى تَكَلَّمَ عَلَى أَسَانِيدِه.وُلِدَ :سَنَةَ نيف عَشْرَة وَمائَتَيْنِ.ومَاتَ :فِى سَنَةِ اثْنَتَيْنِ وَتِسْعِيْنَ وَمائَتَيْنِ (مقدمة الكتاب)

[4] الجصاص 370 - 305)
هو أحمد بن على، أبو بكر الرازى المعروف بالجصاص من أهل الرى .من فقهاء الحنفية .سكن بغداد ودرس بها .تفقه الجصاص على أبى سهل الزجاج وعلى أبى الحسن الكرخى، وتفقه عليه الكثيرون .انتهت إليه رئاسة الحنفية فى وقته .كان إماما، رحل إليه الطلبة من الأفاق .خوطب فى أن يلى القضاء فامتنع، وأعيد عليه الخطاب فلم يقبل (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١، ص ٣٤٥، تحت الترجمة: الجصاص)

''محمد بن احمد جعفر حمدان شہیر قدوری''، آپ فقہ کی مشہور و معروف کتاب ''المختصر القدوری'' کے مصنف بھی ہے، جس کا شمار ''متونِ اربعۃ'' میں ہوتا ہے۔ [1]

(8)...... صبّاغ (رنگ ریز) جیسا کہ فقہ شافعی کے مشہور امام، عبد السید محمد بن عبد الواحد، ابن الصباغ کے لقب سے مشہور تھے، آپ کا شمار فقہ شافعیہ کے اصولیین و محققین میں ہوتا ہے، آپ کی مشہور تصانیف ''تذکرۃ العالم''، ''العدۃ''، ''الکامل''، ''الشامل'' شافعی فقہ میں مشہور و معروف کتب ہیں۔ [2]

(9)...... عطّار (عطر فروش)۔ (10)...... حنّاط (گندم فروش)۔

تلک عشرۃ کاملۃ

---

[1] القدوری 428 - 362)ھـ(

هو محمد بن أحمد بن جعفر حمدان الشهير بالقدوری () فقيه بغدادی من أكابر الحنفية .انتهت إليه رياستهم بالعراق.

من مصنفاته :المختصر المشهور باسمه)(مختصر القدروی () من أكثر الكتب تداولا عند الحنفية؛ و)(شرح مختصر الكرخی() ؛ و)(التجريد) (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١، ص ٣٦٥، تحت الترجمة: القدوری)

[2] ابن الصباغ 477 - 400)ھـ(

هو عبد السيد محمد بن عبد الواحد، أبو نصر، المعروف بابن الصباغ .ولد وتوفی ببغداد .كان فقيها شافعيا، أصوليا محققا، وكان يضاهی أبا إسحاق الشيرازی وقد تقدم عليه فی معرفة المذهب .تولی التدريس بالمدرسة النظامية ببغداد أول ما فتحت .تفقه علی القاضی أبی الطيب، وسمع الحديث من أبی علی بن شاذان وأبی الحسين بن الفضل، وروی عنه الخطيب فی التاريخ، وأبو بكر بن عبد الباقی الأنصاری، وأبو القاسم السمرقندی.من تصانيفه " :تذكرة العالم "، و "العدة "، و "الكامل "، و "الشامل ."(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٣، ص ٣٤٢، تحت الترجمة: ابن الصباغ)

تذکرۂ اولیاء　　حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط:5)　　مفتی محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

قرآن مجید میں صحابۂ کرام کے لئے ''رضی اللہ عنہم'' کئی جگہ آیا ہے، جس کا مطلب ہے کہ اللہ ان (صحابہ) سے راضی ہوا۔

صحابۂ کرام میں سب سے اونچا درجہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے، اور آپ کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے، اور ان دونوں حضرات کے خاص فضائل احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔

نبی ﷺ، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی محبت سے آخرت میں اُن کی معیت کی اُمید

حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی محبت سے آخرت میں اُن کا ساتھ حاصل ہونے کی اُمید مذکور ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّاعَةِ، فَقَالَ :مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ :وَمَاذَا أَعْدَدْتَ لَهَا .قَالَ :لاَ شَيْءَ، إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ :أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ .قَالَ أَنَسٌ :فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ، فَرَحَنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ :فَأَنَا أُحِبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ بِحُبِّي إِيَّاهُمْ، وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ (بخاری، رقم الحديث ٣٦٨٨، باب مناقب عمر بن الخطاب أبى حفص القرشى العدوى رضى الله عنه)

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں معلوم کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے اس کے لئے کیا سامان تیار کیا ہے؟ اس آدمی نے عرض کیا کہ میں نے اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں، اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اسی کے ساتھ ہوں گے جس کو

دوست رکھتے ہو، حضرت انس فرماتے ہیں کہ ہم کسی بات پر اتنے خوش نہیں ہوئے جتنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر خوش ہوئے، حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں، اور مجھے امید ہے کہ چونکہ مجھے ان حضرات سے محبت ہے لہٰذا میں ان کے ساتھ ہوں گا، اگرچہ میں نے ان حضرات جیسے اعمال نہیں کیے (بخاری)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا میں جس سے کسی کو محبت ہوگی، وہ آخرت میں اسی کے ساتھ ہوگا، اور ظاہر ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے، اس کے قول وفعل سے بھی محبت ہوتی ہے، اور محبت کرنے والا اپنے محبوب کی اتباع اور پیروی کرتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام، بالخصوص حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کا تقاضا یہی ہے کہ آپ کی سنتوں اور طریقوں کی پیروی کی جائے۔

''امیرُ المؤمنین'' لقب کی ابتداء

حضرت شفاء بنتِ عبداللہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ لَبِيدَ بْنَ رَبِيعَةَ، وَعَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ قَدِمَا الْمَدِينَةَ، وَأَتَيَا الْمَسْجِدَ فَوَجَدَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ فَقَالَا :يَا ابْنَ الْعَاصِ، اسْتَأْذِنْ لَنَا عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ .فَقَالَ: أَنْتُمَا وَاللهِ أَصَبْتُمَا اسْمَهُ، هُوَ الْأَمِيرُ، وَنَحْنُ الْمُؤْمِنُونَ، فَدَخَلَ عَمْرٌو عَلَى عُمَرَ فَقَالَ :السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ :مَا هَذَا؟ فَقَالَ : أَنْتَ الْأَمِيرُ، وَنَحْنُ الْمُؤْمِنُونَ، فَجَرَى الْكِتَابُ مِنْ يَوْمَئِذٍ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحدیث ۴۸، مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۴۴۸۰)[1]

ترجمہ: لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم رضی اللہ عنہما مدینہ کی مسجد میں آئے، اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا کہ اے ابنِ عاص! ہمارے لئے امیرُ المؤمنین سے اندر آنے کی اجازت لے دیجئے، تو عمرو بن عاص نے کہا کہ آپ نے عمر رضی اللہ عنہ کے لئے

---

[1] قال الذهبی: صحیح.

وقال الهیثمی: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۴۳۹۹، بَابُ تَسْمِيَتِهِ بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ)

صحیح نام کا انتخاب کیا، وہ امیر ہیں، اور ہم ایمان والے ہیں، عمرو بن عاص، عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے، اور کہا کہ اے امیرُ المؤمنین ! السلام علیک۔

عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا کہ یہ کیا (خطاب) ہے؟ تو عمرو بن عاص نے کہا کہ آپ امیر ہیں، اور ہم مؤمنین ہیں، اُسی وقت سے یہ لفظ بولا جانے لگا (طبرانی، حاکم)

امیرُ المؤمنین ایک عظیم الشان لقب ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے صحابۂ کرام خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب استعمال کیا کرتے تھے، مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے امیرُ المؤمنین کے خطاب کا استعمال شروع ہوگیا، اور صحابۂ کرام نے اس خطاب کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے پسند فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وحی کے ساتھ موافقت

احادیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل اور زبان پر حق جاری فرمادیا تھا، اور آپ کی رائے درست ہوا کرتی تھی، یہاں تک کہ بعض مواقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو رائے ذکر کی، اُسی رائے کے موافق قرآن مجید بھی نازل ہوگیا۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

قَالَ عُمَرُ : وَافَقْتُ اللَّهَ فِي ثَلاَثٍ، أَوْ وَافَقَنِي رَبِّي فِي ثَلاَثٍ، قُلْتُ : يَارَسُولَ اللَّهِ لَوِ اتَّخَذْتَ مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى، وَقُلْتُ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَدْخُلُ عَلَيْكَ البَرُّ وَالفَاجِرُ، فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ المُؤْمِنِينَ بِالحِجَابِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الحِجَابِ، قَالَ :وَبَلَغَنِي مُعَاتَبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ نِسَائِهِ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِنَّ، قُلْتُ: إِنِ انْتَهَيْتُنَّ أَوْ لَيُبَدِّلَنَّ اللَّهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا مِنْكُنَّ، حَتَّى أَتَيْتُ إِحْدَى نِسَائِهِ، قَالَتْ :يَا عُمَرُ، أَمَا فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَعِظُ نِسَاءَهُ، حَتَّى تَعِظَهُنَّ أَنْتَ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ : عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ. الآيَةَ (بخاری، رقم الحديث ٤٤٨٣، باب واتخذوا من مقام إبراهيم مصلى)

ترجمہ: میرے رب نے میری تین باتوں سے اتفاق کیا، ایک یہ کہ میں نے رسولُ اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مقامِ ابراہیم کو نماز ادا کرنے کی جگہ بنائیں، دوسری یہ کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کے پاس نیک اور بد ہر طرح کے لوگ آتے ہیں، تو اگر آپ اُمّہاتُ المؤمنین کو پردہ کا حکم فرمائیں، تو اللہ نے پردہ (کے حکم) والی آیت نازل فرمادی، اور تیسری یہ کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ آپ اپنی بعض بیویوں سے ناراض ہیں تو میں ان (اُمّہاتُ المؤمنین) کے پاس پہنچا اور میں نے کہا کہ دیکھو تم اپنے طریقہ کو درست کرلو، ورنہ اللہ تم سے بہتر عورتیں اپنے رسول کو عطا فرما سکتا ہے، تو ایک اُمُّ المؤمنین نے کہا کہ اے عمر! رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو نصیحت نہیں کی، اور آپ نصیحت کررہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی:

''اگر نبی تم کو طلاق دیدیں تو عجب نہیں کہ ان کا رب تمہارے بدلے ان کو تم سے بہتر مسلمان بیبیاں دیدے'' (بخاری)

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ:

قَالَ عُمَرُ: وَافَقْتُ رَبِّی فِی ثَلَاثٍ، فِی مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ، وَفِی الْحِجَابِ، وَفِی أُسَارَی بَدْرٍ (مسلم، رقم الحدیث ۲۴، "۲۳۹۹")

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تین باتوں میں اپنے رب کی موافقت کی، مقامِ ابرہیم میں (نماز پڑھنے کے بارے میں) (عورتوں کے) پردے میں (جانے کے بارے میں) اور بدر کے قیدیوں کے بارے میں (مسلم)

مذکورہ حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مسجدِ حرام میں موجود مقامِ ابراہیم کے پاس نماز پڑھنے کی رائے، اور ازواجِ مطہرات کے لئے پردے کے حکم کے نازل ہونے کی رائے اور غزوۂ بدر میں مشرک قیدیوں کے قتل کرنے کی رائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تھی، اور قرآن مجید میں بھی اسی کے موافق حکم ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے راستہ سے شیطان کا راستہ تبدیل کرلینا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جہاں اور بہت سی خصوصیات حاصل ہیں، اور آپ کے فضائل ومناقب احادیث وروایات میں مذکور ہیں، وہاں آپ کی اس خصوصیت کا بھی ذکر ملتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ سے شیطان خاص طور پر ڈرتا تھا، اور جس راستے سے آپ رضی اللہ عنہ کا گزر ہوتا، شیطان وہاں سے اپنا راستہ

بدل لیتا تھا۔

چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ایک لمبی روایت میں ہے کہ:

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِيهًا يَا ابْنَ الخَطَّابِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ، إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ

(بخاری، رقم الحديث ٣٦٨٣، باب مناقب عمر بن الخطاب أبی حفص القرشی العدوی رضی الله عنه)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے خطاب کے بیٹے! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جب تم سے شیطان کسی راستہ میں چلتے ہوئے ملتا ہے، تو وہ تمہارے راستہ کو چھوڑ کر کسی اور راستے پر چلنے لگتا ہے(بخاری)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک لمبی روایت میں ہے کہ:

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى شَيَاطِينِ الإِنْسِ وَالجِنِّ قَدْ فَرُّوا مِنْ عُمَرَ (ترمذی، رقم الحديث ٣٦٩١)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں، شیاطین جن وانس عمر کو دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے(ترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان اور تقویٰ کا رُعب اس قدر تھا کہ آپ کو دیکھتے ہی شریر انسان اور شریر جنات بھاگ جاتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شیطان کا ڈرنا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک لمبی روایت میں ہے کہ:

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ

(ترمذی، رقم الحديث ٣٦٩٠)

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر تم سے شیطان بھی ڈرتا ہے(ترمذی)

مذکورہ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گواہی کہ شیطان، عمر رضی اللہ عنہ سے ڈرتا ہے، آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان اور تقوے کے کمال کی شہادت ہے۔

پیارے بچو!

مولانا محمد ریحان

سورج

پیارے بچو! سورج ایک بہت بڑا آگ کا گولا ہے، جو مختلف قسم کی گیسوں کا مجموعہ ہے۔ ہماری زمین سورج سے سینکڑوں درجے چھوٹی ہے۔ سورج اتنا گرم ہے کہ کوئی اس کے قریب نہیں جا سکتا، اگر چلا جائے تو وہ جل کر راکھ ہو جائے گا۔ زمین کے علاوہ اور بھی مختلف سیارے ہیں، جن پر انسانی زندگی کا بظاہر امکان نہیں۔ زمین کی طرح دوسرے سیارے بھی سورج کے گرد اپنے مدار میں چکر لگا رہے ہیں۔ سورج کے ذریعے ہم روشنی اور حرارت حاصل کرتے ہیں۔ دنیا میں سب سے تیز رفتار چیز روشنی ہے۔ جو دو لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے فاصلہ طے کرتے ہوئے سات سے آٹھ منٹ میں ہم تک پہنچتی ہے۔

سورج صبح کے وقت مشرق سے طلوع ہوتا ہوا شام کو مغرب میں جا ڈوبتا ہے۔

سورج کی روشنی اور گرمی سے انسان حیوان اور درخت سب قائم ہیں، اسی کی روشنی کھیتوں میں غلہ اور باغوں میں پھل پکاتی ہے، اسی کی روشنی سے پھول اور پھلوں میں رنگت آتی ہے۔

صبح کا وقت بھی کیا سہانا سماں ہے، آنکھوں کو نور دل کو سرور حاصل ہوتا ہے، آؤ! کسی اونچی عمارت پر چڑھ کر سورج کے طلوع ہونے کا تماشا دیکھیں۔

دیکھنا! مشرق میں کیا گول سنہرا طباق سا نظر آتا ہے، کیسا خوشنما معلوم ہوتا ہے، نہ دھوپ ہے، نہ گرمی نہ آنکھوں میں چکا چوند ہوتی ہے۔

ابھی شعاعیں اونچی ہوا میں پھیل رہی ہیں اسی سے اجالا اور روشنی ہو رہی ہے، رفتہ رفتہ یہ تمام زمین پر پھیل جائے گی۔ ترچھی شعاعیں دھیمی ہوتی ہیں۔ جوں جوں سورج اونچا ہوتا ہے، شعاعیں سیدھی پڑتی ہیں، تیزی اور گرمی بڑھتی جاتی ہے، ٹھیک دوپہر کے وقت سب وقتوں سے زیادہ گرمی ہوتی ہے۔

جوں جوں دن ڈھلتا ہے، دھوپ مدہم پڑتی جاتی ہے۔ شام کو مغرب میں وہی کیفیت نظر آتی ہے، جو صبح مشرق میں دیکھتے ہو، وہی گول گول سنہری تھالی سی دکھائی دیتی ہے، اب وہ بے دم نیچے کو بیٹھتی ہوئی معلوم ہوتی ہے، آخر نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہے۔

بزمِ خواتین

مفتی طلحہ مدثر

ازواج مطہرات کے نکاح (قسط 7)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

معزز خواتین! گزشتہ قسط میں نبی علیہ السلام کا حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کا تفصیلی واقعہ اوراس نکاح کے بعد ولیمے کے مختصر احوال تحریر ہوئے اس قسط میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ذکر ہوگا۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نام ہند تھا اور کنیت ام سلمہ تھی، والد کا نام ابوامیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر تھا اور انکا تعلق قبیلہ بنومخزوم سے تھا، آپ کے پہلے شوہر کا نام عبداللہ بن عبدالاسد تھا جنکی کنیت ابوسلمہ تھی اور اسی کنیت سے ہی زیادہ مشہور ہیں، یہ نبی علیہ السلام کے رضاعی بھائی تھے اور نبی علیہ السلام کی پھوپھی برہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے، آپ اپنے شوہر کے ساتھ اسلام کے ابتدائی زمانے میں مشرف باسلام ہوگئی تھیں، اسلام لانے کے بعد قریش نے جب مسلمانوں کو ایذارسانی کو اپنا شیوہ بنایا تو نبی علیہ السلام کے حکم سے اپنے شوہر کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کرگئیں، اس کے بعد مکہ واپس لوٹ آئیں اور نبی علیہ السلام کے حکم سے مدینہ ہجرت کرگئیں، ہجرت کے موقع پر ان کو ان کے قبیلے نے اپنے شوہر کے ہمراہ نہیں جانے دیا اور یہ اپنے خاوند سے جدا ہوگئیں یہ ہر روز اس جگہ جا کر روتی اور آہیں بھرتی تھیں تقریبا ایک سال کے بعد قبیلے والوں کو ان پر رحم آیا اور ان کو مدینہ جانے کی اجازت دے دی، مدینہ ہجرت کرنے والی آپ پہلی خاتون ہیں، ان کے شوہر ابوسلمہ غزوہ احد میں زخمی ہوگئے تھے لیکن وہ زخم صحیح ہوگیا تھا پھر نبی علیہ السلام نے ان کو قطن کی طرف بھیجا اس معرکے میں ان کا وہ پرانا زخم دوبارہ تازہ ہوگیا جو آخر کار جان لیوا ثابت ہوا (تہذیب الکمال، سیر اعلام النبلاء، الاصابہ، الاستیعاب)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نبی علیہ السلام سے نکاح کا واقعہ خود ان کے بیٹے سے روایت ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ جَاءَ إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ: لَقَدْ سَمِعْتُ حَدِيْثًا مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا وَلَا أَدْرِيْ مَا عَدَلَ بِهٖ، سَمِعْتُ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّهُ لَا تُصِيْبُ أَحَدًا مُصِيْبَةٌ فَيَسْتَرْجِعَ عِنْدَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيْبَتِيْ هٰذِهِ، اَللّٰهُمَّ أَخْلِفْنِيْ مِنْهَا بِخَيْرٍ مِّنْهَا، إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَلَمَّا أُصِيْبَ أَبُوْ سَلَمَةَ، قُلْتُ: اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيْبَتِيْ هٰذِهِ، وَلَمْ تَطِبْ نَفْسِيْ أَنْ أَقُوْلَ: اَللّٰهُمَّ أَخْلِفْنِيْ مِنْهَا بِخَيْرٍ مِّنْهَا، قُلْتُ: مَنْ خَيْرٌ مِّنْ أَبِيْ سَلَمَةَ؟ أَلَيْسَ، وَلَيْسَ؟ ثُمَّ قَالَتْ ذٰلِكَ، فَلَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا أَرْسَلَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُهَا، فَقَالَتْ: مَرْحَبًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ، إِنَّ فِيَّ خِلَالًا ثَلَاثًا: أَنَا امْرَأَةٌ مُصْبِيَةٌ، وَأَنَا امْرَأَةٌ شَدِيْدَةُ الْغَيْرَةِ، وَأَنَا امْرَأَةٌ لَيْسَ هَا هُنَا مِنْ أَوْلِيَائِيْ أَحَدٌ شَاهِدًا فَيُزَوِّجُنِيْ، فَغَضِبَ عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ مِمَّا غَضِبَ لِنَفْسِهِ حِيْنَ رَدَّتْهُ، فَأَتَاهَا عُمَرُ فَقَالَ: أَنْتِ الَّتِيْ تَرُدِّيْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ بِمَا تَرُدِّيْنَهُ؟ فَقَالَتْ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، فِيَّ كَذَا وَكَذَا، أَتَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتِ مِنْ غَيْرَتِكِ فَإِنِّيْ أَدْعُوْ اللّٰهَ أَنْ يُّذْهِبَهَا، وَأَمَّا مَا ذَكَرْتِ مِنْ صِبْيَتِكِ فَإِنَّ اللّٰهَ سَيَكْفِيْهِمْ، وَأَمَّا مَا ذَكَرْتِ أَنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَوْلِيَائِكِ أَحَدٌ شَاهِدًا فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَوْلِيَائِكِ أَحَدٌ شَاهِدٌ وَلَا غَائِبٌ يَكْرَهُنِيْ، فَقَالَتْ لِابْنِهَا: زَوِّجْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَزَوَّجَهُ، فَقَالَ: أَمَا إِنِّيْ لَمْ أُنْقِصْكِ مِمَّا أَعْطَيْتُ فُلَانَةَ، قَالَ ثَابِتٌ لِابْنِ أُمِّ سَلَمَةَ: وَمَا أَعْطَى فُلَانَةَ؟ قَالَ: جَرَّتَيْنِ تَضَعُ فِيْهِمَا حَاجَتَهَا، وَرَحًى، وَوِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْف، ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ أَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيهَا فَلَمَّا رَأَتْهُ وَضَعَتْ زَيْنَبَ - أَصْغَرَ وَلَدِهَا - فِي حِجْرِهَا، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَآهَا انْصَرَفَ، وَكَانَ حَيِيًّا كَرِيمًا، ثُمَّ أَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيهَا، فَلَمَّا رَأَتْهُ وَضَعَتْهَا فِي حِجْرِهَا، فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ أَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيهَا، فَوَضَعَتْهَا فِي

حِجْرِهَا، فَأَقْبَلَ عَمَّارٌ مُسْرِعًا بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَزَعَهَا مِنْ حِجْرِهَا، وَقَالَ :هَاتِ هَذِهِ الْمَشْقُوحَةَ الَّتِي مَنَعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ .فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرَهَا قَالَ :أَيْنَ زُنَابُ؟ قَالَتْ :أَخَذَهَا عَمَّارٌ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَهْلِهِ فَكَانَتْ فِي النِّسَاءِ كَأَنَّهَا لَيْسَتْ مِنْهُنَّ لَا تَجِدُ مَا يَجِدْنَ مِنَ الْغَيْرَةِ (مسند ابی یعلیٰ) [1]

ترجمہ: حضرت ابوسلمہ، حضرت امِّ سلمہ (یعنی اپنی بیوی) کے پاس آئے، اورانہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی ہے، جو مجھے فلاں فلاں چیز سے بھی زیادہ محبوب ہے، اور میں نہیں جانتا کہ اس حدیث کے برابر کوئی چیز ہوسکتی ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کو بھی کوئی مصیبت پہنچے اور پھر وہ اس وقت ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھے، اور پھر وہ یہ دعاء کرے کہ:

'' اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيبَتِي هٰذِهِ، اَللّٰهُمَّ أَخْلِفْنِي مِنْهَا بِخَيْرٍ مِنْهَا، إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ''

''اے اللہ! میں آپ کے پاس اپنی اس مصیبت کا اجروثواب طلب کرتا ہوں، اے اللہ مجھے اس سے بہتر بدل عطا فرمادیجئے'' تو اللہ عزوجل اس کو ضرور بہتر بدل عطا فرمائے گا''

حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ جب (میرے شوہر) ابوسلمہ (جنگ میں زخم لگنے کی وجہ سے) فوت ہوگئے، تو میں نے (ان سے سُنی ہوئی اور پسندیدہ حدیث کے مطابق) یہی دعاء کی کہ:

'' اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيبَتِي هٰذِهِ ''

''اے اللہ! میں آپ کے پاس اپنی اس مصیبت کا اجروثواب طلب کرتی ہوں''

اور یہ کہنے سے میرا دل خوش نہیں تھا کہ: '' اَللّٰهُمَّ أَخْلِفْنِي مِنْهَا بِخَيْرٍ مِّنْهَا ''

---

[1] رقم الحديث ٦٩٠٨، مستدرک حاکم، رقم الحديث ٦٧٥٩.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح الاسناد.
وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.
وقال حسين سليم أسد الداراني: إسناده صحيح (حاشية مسند ابی یعلیٰ)

’’اے اللہ مجھے اس سے بہتر بدل عطا فرما دیجئے‘‘

میں نے (دل میں) کہا کہ (میرے فوت شدہ شوہر) ابو سلمہ سے بہتر کون ہوگا؟ ہرگز کوئی نہیں ہوگا، کوئی نہیں ہوگا، مگر میں نے پھر بھی یہ دعاء پڑھ لی، پھر جب حضرت امِّ سلمہ کی (ان کی بیٹی زینب کی ولادت ہونے سے) عدت ختم ہوگئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف اپنے لئے نکاح کا پیغام بھیجا، جس پر حضرت امِّ سلمہ نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرآنکھوں پر! لیکن میرے اندر تین باتیں پائی جاتی ہیں، ایک تو میں بچوں والی عورت ہوں، اور دوسرے میں سخت غیرت (وحیاء) والی عورت ہوں (سوکنوں کے ساتھ اور سوکنوں کی وجہ سے شوہر کے ساتھ سخت درشت برتاؤ میں مبتلا نہ ہو جاؤں نیز پہلے شوہر سے جس درجے کا تعلق ومعاشرت رہی ہے اس کے بعد غیرت آتی ہے کہ کسی اور شوہر سے نکاح کروں) اور تیسرے سرِ دست یہاں میرا کوئی ولی (اور سرپرست) موجود نہیں ہے، جو میرا نکاح کردے، ان کے اس عذر کرنے کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے لئے اپنی ذات سے زیادہ غضبناک ہوئے جتنا اس موقع پر ہوئے تھے جب حضرت ام سلمہ نے ان کا (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نکاح کا پیغام) رد کیا تھا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور فرمایا کہ کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو رد کرتی ہو؟ کس وجہ سے تم ان کے پیغام کو رد کرتی ہو؟ تو حضرت امِّ سلمہ نے عرض کیا کہ اے ابنِ خطاب! میرے اندر فلاں فلاں باتیں پائی جاتی ہیں، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، اور (حضرت امِّ سلمہ سے) فرمایا کہ آپ نے جو اپنی غیرت کا ذکر کیا ہے، تو میں اللہ سے دعاء کروں گا کہ وہ ختم ہوجائے، اور آپ نے اپنے بچوں کا جو ذکر کیا ہے، بے شک اللہ ان کی کفالت وکفایت کا انتظام کردے گا اور جو آپ نے یہ بات ذکر کی کہ آپ کا کوئی ولی اس وقت موجود نہیں، تو آپ کے حاضر اور غائب ولیوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے، جو میرے حق میں ناگواری رکھے، جس کے بعد حضرت امِّ سلمہ نے اپنے بیٹے (عمر) سے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح کردو، تو ان کے بیٹے عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا نکاح کردیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آپ کو اس

سے کم نہیں دوں گا، جو میں نے فلاں (تمہاری بہن) کو دیا تھا حضرت ثابت (راوی) نے امِّ سلمہ کے بیٹے سے سوال کیا کہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے) فلاں عورت کو کیا دیا تھا، تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ دو مٹی کے گھڑے، جن میں اپنی ضرورت کی چیزیں رکھتی تھیں، اور ایک تکیہ، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، پھر نبی علیہ السلام تشریف لے گئے، پھر نبی علیہ السلام ان کے پاس (زفاف کی غرض سے) آنے کے لیے متوجہ ہوئے، جب حضرت ام سلمہ نے نبی علیہ السلام کو دیکھا تو (شرم اور حیا کی وجہ سے) انہوں نے اپنی بیٹی زینب کو گود میں بٹھالیا، نبی علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے زینب کو دیکھا تو واپس تشریف لے گئے اور نبی علیہ السلام بہت زیادہ حیادار اور شفیق تھے، پھر دوبارہ نبی علیہ السلام نے ان کے پاس آنے کا ارادہ کیا تو حضرت ام سلمہ نے دوبارہ نبی علیہ السلام کو دیکھ کر زینب کو گود میں بٹھالیا، نبی علیہ السلام (زینب کو گود میں بیٹھا ہوا دیکھ کر) واپس تشریف لے گئے، پھر (تیسری مرتبہ) نبی علیہ السلام ان کے پاس آنے کے لیے متوجہ ہوئے تو انہوں نے (تیسری مرتبہ بھی زینب) کو گود میں بٹھالیا، عمار (یہ حضرت ام سلمہ کے رضاعی بھائی تھے) نبی علیہ السلام سے پہلے جلدی کرتے ہوئے آگئے اور اس کو ام سلمہ کی گود سے لے لیا اور کہا ''اس بدصورت کو مجھے دو جس نے نبی علیہ السلام کو ان کی حاجت پوری کرنے سے روکا ہوا ہے''، پس نبی علیہ السلام آئے اور زینب نظر نہیں آئی تو نبی علیہ السلام نے فرمایا ''زینب کہاں ہے؟'' ام سلمہ نے کہا اسے عمار لے گیا ہے، پس نبی علیہ السلام نے اپنے گھر والوں کے ساتھ حاجت پوری کی، (اس کے بعد) ام سلمہ عورتوں میں ایسے ہوگئیں جیسے وہ عورتوں میں سے ہیں ہی نہیں، ان کو (سوکنوں وغیرہ سے) ویسی غیرت نہیں آتی تھی جیسا (عام طور پر) عورتوں کو آیا کرتی ہے (ابو یعلیٰ)

اس سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی سادگی کا اندازہ ہوتا ہے، اور شادی کے موقع پر دیا گیا سامان بھی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے، صرف دو گھڑے اور ایک تکیہ، حالانکہ اگر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے، تو ایک اشارے پر سونا چاندی اور زیورات کے ڈھیر لگ جاتے، لیکن نبی علیہ السلام نے اپنے لیے سادگی کو پسند فرمایا۔ (جاری ہے..........)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی ایک جھلک

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید روشن تھا، پسینہ کی بوند آپ کے چہرۂ انور پر ایسی نظر آتی تھی، جیسے موتی، جب آپ چلتے تو (عاجزی کی وجہ سے) نیچے کی طرف مائل ہوتے، اور میں نے ریشم کا مخصوص کپڑا یا ریشم کا کوئی بھی کپڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی مبارک سے زیادہ نرم نہیں چھوا، اور میں نے مشک اور عنبر کی (عالیشان خوشبو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ عالیشان نہیں سونگھی (مسلم، حدیث نمبر 2330)

اور امام ترمذی رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان اس طرح روایت کرتے ہیں کہ:

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی، مجھے آپ نے کبھی اُف تک نہیں کہا، اور میرے کسی کام کے کرنے کے بارے میں یہ نہیں کہا کہ آپ نے اس کو کیوں کیا، اور نہ کسی چھوڑی ہوئی چیز کے بارے میں فرمایا کہ آپ نے اس کو کیوں چھوڑا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش خلقی میں سب لوگوں سے بڑھے ہوئے تھے (ترمذی، حدیث نمبر 2015)

مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ مبارکہ اور حسن، رنگ اور پسینہ مبارک، چلنے کا انداز، بدن کی نزاکت و نرمی اور آپ کے جسمِ مبارک سے نکلنے والی خوشبو تمام چیزیں ہی بے مثال تھیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کی ایک جھلک

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کے بارے میں سوال کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ:

كَانَ أَحْسَنَ النَّاسِ صِفَةً وَأَجْمَلَهَا، كَانَ رَبْعَةً إِلَى الطُّوْلِ مَا هُوَ، بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، أَسِيْلَ الْجَبِيْنِ، شَدِيْدَ سَوَادِ الشَّعْرِ، أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ أَهْدَبَ، إِذَا وَطِءَ بِقَدَمِهِ وَطِءَ بِكُلِّهَا .لَيْسَ أَخْمَصَ .إِذَا وَضَعَ رِدَاءَهُ عَنْ مَنْكِبَيْهِ فَكَأَنَّهُ سَبِيْكَةُ فِضَّةٍ .وَإِذَا ضَحِكَ يَتَلَأْلَأُ .لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (دلائل النبوة للبيهقي، ج ۱، ص ۲۷۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین اور جمیل صفت (سراپا) رکھتے تھے، آپ کا قد مبارک لمبائی کی طرف مائل ہونے کے باوجود درمیانہ تھا، دونوں مونڈھوں کے درمیان فاصلہ تھا، پیشانی وسیع تھی، بال شدید سیاہ تھے، سرمگیں آنکھیں تھیں، لمبی پلکیں تھیں، جب اپنے قدم مبارک رکھتے تھے، تو پوری طرح (زمین پر) جما کر رکھتے تھے، سوائے تلوے کے، جب اپنی چادر اپنے کندھے سے ہٹاتے تھے، تو (محسوس ہوتا تھا کہ) گویا کہ آپ چاندی سے ڈھلے ہوئے ہیں، اور جب ہنستے تھے، تو (دانت مبارک) موتی کی طرح نظر آتے تھے، میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا نہیں دیکھا، صلی اللہ علیہ وسلم۔

Idara Ghufran

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیّبہ واخلاقِ حسنہ کی ایک جھلک

حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک لمبی حدیث میں فرماتے ہیں کہ:

وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا(ترمذی)

ترجمہ: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش خلقی میں سب لوگوں سے بڑھے ہوئے تھے

(ترمذی،حدیث نمبر2015)

اورکسی نے حضرت عائشہؓ سے معلوم کیا کہ نبی ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ:

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ، أَمَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ، قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ”وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ“(مسند احمد، حدیث نمبر 24601)

ترجمہ: آپ کے اخلاق قرآن مجید کا عملی نمونہ تھے، کیا آپ نے قرآن مجید میں اللہ عزوجل کا یہ ارشادنہیں پڑھا؟

”اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ “(سورة القلم آیت 4)

بیشک(اے محمد!) آپ حسن اخلاق کے بڑے رتبہ پر ہیں(ترجمہ ختم)

غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی پورے قرآن مجید کی عملی تفسیر تھی، خود قرآن مجید نے اس کی گواہی دی اور فرمایا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ(سورة الأحزاب آیت 21)

”یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ ہے“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے فوائد ومنافع

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (سورہ نسآء آیت 69)

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے، تو ایسے لوگ ان حضرات کے ساتھ ہوں گے کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ اور ان لوگوں کی رفاقت، کیا ہی اچھی رفاقت ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مکمل اطاعت کرنے والے ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز اور مقبول ہیں، جن کے چار درجے بتلائے گئے ہیں انبیاء، صدیقین، شہداء، اور صالحین، اور ان ہی معزز ہستیوں کا دوسروں کو پیروی کرنے کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (سورہ فاتحة)

”بتلا دیجئے ہم کو رستہ سیدھا، ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے“

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر لازم کیا ہے کہ وہ ہر نماز میں ان لوگوں کے راستے پر چلنے کی دعا کیا کریں، جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

مقدّس اَوراق کا حکم (تیسری وآخری قسط)

چند شبہات کا ازالہ

گزشتہ متعدد عبارات میں جلانے، مٹانے یا دھونے کے بعد راکھ یا کاغذ کو دفن کرنے کا اختیار تو مذکور ہے، لیکن وجوب مذکور نہیں، بلکہ دھونے یا مٹانے کے بعد اس کے جائز استعمال کی تصریح وافضلیت منقول ہے، دونوں میں فرق کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ تدفین کی وجہ یہ ہو کہ اگر وہ قابلِ استعمال نہ ہو، تو خالی کاغذ کا بھی ایک درجہ میں احترام ہوتا ہے، اس لئے اسے روندے جانے سے بہتر ہے کہ دفن کردیا جائے، اور قابلِ استعمال ہونے کی صورت میں ضیاع سے بچنے کے لئے کارآمد بنانا مناسب ہے،اور جلانے یا مٹانے کے بعد جو آج کل بعض حضرات دفن کرنے یا جاری ماءِ کثیر میں بہانے کو واجب یا ضروری قرار دیتے ہیں، ہمیں فقہائے کرام سے اس کی تصریح نہیں ملی۔

اگر یہ شبہ کیا جائے کہ ری سائیکلنگ (Recycling) کے دوران مشین میں گودا بناتے وقت پہلے کاغذ کو ریزہ ریزہ کیا جاتا ہے، جو مٹانے اور دھونے سے مختلف صورت ہے۔

تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ اولاً تو اس کو بھی مٹانے اور دھونے کا حکم حاصل ہے۔

اور اس کی تائید خلیفۂ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مصاحف کے شق وتمزیق یا تخریق کے واقعہ سے بھی ہوتی ہے، جیسا کہ تفصیلاً پہلے گزرا۔ [1]

دوسرے ان فقہائے کرام سے بھی اس کا جواز مروی ہے، جو قرآن، لکھی ہوئی چیز یا کاغذ کے جلانے کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔

---

[1] (فِیْ کُلِّ صَحِیْفَةٍ، أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ یُّحْرَقَ)بِالْحَاءِ الْمُھْمَلَةِ، مِنَ الْإِحْرَاقِ، قَدْ یُرْوٰی بِالْمُعْجَمَةِ، أَیْ: یُنْقَضُّ وَیُقْطَعُ ذَکَرَہُ الطِّیبِیُ، وَقَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ: فِیْ رِوَایَةِ الْأَکْثَرِ أَنْ یُّخْرَقَ بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ، وَلِلْمَرْوَزِیِّ بِالْمُھْمَلَةِ، وَرَوَاہُ الْأَصِیْلِیُّ بِالْوَجْھَیْنِ، وَفِیْ رِوَایَةِ أَبِیْ دَاوُدَ، وَالطَّبَرَانِیِّ، وَغَیْرِھِمَا مَا یَدُلُّ عَلَی الْمُھْمِلَةِ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج۴،ص ۱۵۱۹، کِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ)

چنانچہ درِمختار میں ہے:

تکرہ إذابة درهم علیه آیة إلا إذا کسره (الدر المختار مع رد المحتار علی الدر المختار، ج ۱،ص۱۷۸،کتاب الطهارة،سنن الغسل)

ترجمہ: جس درہم پر قرآن مجید کی آیت لکھی ہوئی ہو، اس کو آگ میں پگھلانا مکروہ ہے، لیکن جب اس کے ٹکڑے کردیئے جائیں، تو (پھر آگ میں پگھلانا) مکروہ نہیں (درمختار)

اور ردالمحتار میں اس عبارت کی تشریح میں مذکور ہے:

(قوله :إلا إذا کسره) فحینئذ لا یکره، کما لا یکره مسه لتفرق الحروف أو لأن الباقي دون آیة (رد المحتار علی الدر المختار، ج ۱،ص۱۷۸،کتاب الطهارة،سنن الغسل)

ترجمہ: لیکن جب اس (درہم پر منقوش آیت) کے ٹکڑے کردیئے جائیں، تو اس وقت (آگ میں پگھلانا یا جلانا) مکروہ نہیں، جیسا کہ اس وقت اس کو چھونا بھی مکروہ نہیں، کیونکہ اب اس کے حروف ایک دوسرے سے جدا ہوچکے ہیں (اور اس کو قرآنی آیت کا حکم حاصل نہیں رہا) یا اس وجہ سے کہ ٹکڑے ہونے کے بعد باقی ماندہ حروف ایک آیت سے کم ہیں (جن کو حنفیہ کے ایک قول کے مطابق قرآن کا حکم حاصل نہیں) (ردالمحتار)

اس سے معلوم ہوا کہ جو حضرات بعینہٖ اس حالت میں جلانے اور پگھلانے کو مکروہ قرار دیتے ہیں، ان کے نزدیک درہم پر منقش آیت کے ٹکڑے کرکے اس کو بعد میں آگ پر پگھلانے یا جلانے کے مکروہ نہ ہونے کی علت یہ ہے کہ اس صورت میں آیت کے حروف متفرق ہوجاتے ہیں، یا ٹکڑے ہونے کے بعد وہ مکمل آیت سے کم رہ جاتا ہے، اور یہ حکم مذکورہ علت کے ساتھ معلول ہے۔ [1]

ان فقہائے کرام نے اس طرح قرآنی آیت کے ٹکڑے کرنے کو بے ادبی میں داخل کرکے ناجائز یا مکروہ قرار نہیں دیا، اسی طرح مبحوث فیہ صورت میں بھی ٹکڑے اور ریزہ ریزہ کرنے کو ناجائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔

دارالعلوم کراچی سے ایک سوال کے جواب میں جو فتویٰ جاری ہوا، اس میں ہے کہ:

---

[1] فحینئذ لا یکره لعدم الاهانة حیث تفرقت الحروف ، واذا جعلت الآیةقیداً افاد ان ما دون الآیة لایکره ،ولو لم یکسره ، لان للآیة حرمة عظیمة حتی جاز مس مادونها (طحطاوی علی الدر المختار، ج ۱ ص ۱۰۱، کتاب الطهارة، سنن الغسل)

سوال:......کیا قرآن پاک کے پھٹے ہوئے صفحات اور بوسیدہ کاغذ والے نسخوں، پھٹے ہوئے قرآنی اوراق وقاعدے سپارے جو تعداد میں بہت زیادہ ہوں، ان کو پانی کے حوضوں میں نرم کرکے مشین کے ذریعہ ان کو گودے کی شکل میں لاکر اس گودے کو پاک رواں اور گہرے دریا میں بہایا جاسکتا ہے؟

جواب:......سوال میں مذکورہ طریقہ کے مطابق بہایا جاسکتا ہے۔

خلیل احمد اعظمی عفا اللہ عنہ: دارالافتاء، دارالعلوم کراچی، ۱۰/۴/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ: ۱۲/۴/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: محمد عبداللہ عفی عنہ: ۱۲/۴/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: احقر محمود اشرف غفر اللہ لہٗ: ۱۵/۴/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: محمد عبدالمنان: ۱۵/۴/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: بندہ عبدالرؤف سکھروی: ۱۷/۴/۱۴۱۹ھ

(ماہنامہ ''البلاغ'' دارالعلوم، کراچی، ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ، صفحہ ۵۶)

اس فتوے میں پانی کے حوضوں میں نرم کرکے مشین سے گودا کرنے کو بے ادبی میں داخل قرار دے کرنا جائز قرار نہیں دیا گیا، اور ہماری زیرِ بحث صورت میں ڈرم کی حیثیت حوض کی ہے، اس میں پاک پانی ڈال کر کاغذ کو نرم کیا جاتا ہے، اور پھر مشین چلا کر ریزہ ریزہ کرکے گودا بنایا جاتا ہے۔

البتہ گودے کے بعد اس سے کاغذ یا گتہ بنانے کا چونکہ مذکورہ سوال میں ذکر نہیں کیا گیا، اس لئے جواب میں بھی اس سے تعرض نہیں کیا گیا۔

اور موجودہ دور کی ری سائیکلنگ (Recycling) والی شکل میں ظاہر ہے کہ کاغذ کا گودا بننے کے مرحلہ میں کاغذ کے تمام نقوش وحروف متفرق ہوتے ہوتے معدوم ہوجاتے ہیں، اور ماہیت تبدیل ہوجاتی ہے، یعنی اس کا وصف مصحف یا کتابت بلکہ کاغذ ہونے کا ختم ہوجاتا ہے، تو اس کے جواز میں بھی کوئی شبہ نہیں ہونا چاہئے، نہ اس کو بے ادبی پر محمول کرنا چاہئے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

البتہ اگر اس عمل کے دوران کسی کارندہ کی طرف سے بے ادبی کی کوئی دوسری وجہ پائی جارہی ہو، تو اس کی نشاندہی کرکے اس کے ازالہ کی شرعی اصولوں کے مطابق کوشش کرنی چاہئے، نہ یہ کہ اس کی وجہ سے اصل

عمل کے ہی عدمِ جواز کا حکم لگایا جائے، یا تشدد وغیرہ کا راستہ اختیار کیا جائے۔

رہا بعض حضرات کا یہ شبہ کہ ری سائیکلنگ (Recycling) کے اس عمل کے دوران حوض نما بڑے ڈرم میں اوپر سے مقدس اوراق اور قرآن مجید کے نسخوں کو ڈالا جاتا ہے، جو پھینکنے کی صورت ہے، اور یہ بے ادبی میں داخل ہے۔

تو یہ بات درست نہیں، کیونکہ اولاً تو اس کو پھینکنے کے بجائے ڈالنے سے تعبیر کرنا چاہئے، دوسرے یہاں بے ادبی مقصود ہی نہیں، بلکہ اس طرزِ عمل اور جدو جہد کا مقصد اوراق کو بے حرمتی سے بچانا ہے، جیسا کہ بے حرمتی کی نیت سے قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کو ضرورت کے وقت جلانے یا قطع کرنے اور بے حرمتی سے بچانے کے لئے ایسا کرنے کے دونوں عمل فقہائے کرام کے نزدیک الگ الگ حکم رکھتے ہیں، اسی طرح یہاں بھی یہ طرزِ عمل جائز ہوگا، کیونکہ وہ ضرورت کی وجہ سے بلکہ بے احترامی سے بچانے کے لئے اختیار کیا جارہا ہے۔

اس کی تائید فقہائے کرام کے اقوال سے بھی ہوتی ہے کہ فقہائے کرام نے اس قسم کے اوراق اور صحیفے سمندر یا دریا میں یا حوض یا کنویں میں ڈالنے کے لئے ''القاء'' کے الفاظ استعمال کئے ہیں، جس کے معنیٰ ڈالنے کے ہیں۔

چنانچہ ردالمحتار میں ہے:

ولا بأس بأن تلقى فى ماء جار كما هى أو تدفن (رد المحتار على الدر المختار، ج ا،ص۷۷ ا، كتاب الطهارة،سنن الغسل)

ترجمہ: اوراس میں کوئی حرج نہیں کہ اس مصحف کو جاری پانی میں ڈال دیا جائے اپنی حالت پر (یعنی نقوش وحروف مٹائے بغیر) یا دفن کر دیا جائے (ردالمحتار)

اور ہدایہ کی شرح بنایہ میں ہے:

فلو ألقاها فى الماء الجارى أو دفنها لا بأس به (البناية شرح الهداية، ج۱۲، ص ۲۳۸، كتاب الكراهية، مسائل متفرقة)

ترجمہ: پس اگر ان اوراق اور صحیفوں کو چلتے پانی میں ڈال دے یا اُن کو دفن کر دے، تو اس میں کوئی حرج نہیں (البنایہ)

اورنصابُ الاحتساب میں ہے:

کتب ورسائل یستغنی عنها وفیها اسم الله تعالی یمحی عنها ثم یلقی فی الماء الکثیر الجاری أو یدفن فی أرض طیبة أو یفعل ذلک قبل المحو

(نِصَابُ الِاحْتِسَابِ،ص۹۵،الْبَابُ الثَّانِی :الاحتساب علی من یستخف بالحروف والکواغد ونحوها)

ترجمہ: جن کتب ورسائل کی ضرورت نہ رہے، اوران میں اللہ تعالیٰ کے مبارک نام ہوں،تو ان کومٹا کرکثیر اور چلتے پانی میں ڈال دیا جائے گا، یا پاک زمین میں دفن کردیا جائے گا، یا مٹانے سے پہلے یہ عمل کرلیا جائے گا(یعنی مٹائے بغیراسی حالت میں کثیر اور چلتے پانی میں ڈال دیاجائے گا، یا پاک زمین میں دفن کردیاجائے گا)(نصاب الاحتساب)

کثیر پانی مثلاً سمندر یا چلتے دریاوغیرہ میں ڈالتے وقت اس چیز کی قید نہیں لگائی گئی کہ اونچی جگہ سے نہ ڈالا جائے، اورنہ ہی اس طرح کرنا ہرجگہ ممکن ہے، کیونکہ ہرجگہ سمندر یا دریا کے پانی کے عین قریب پہنچناممکن نہیں ہوتا، اور بہت سے مقامات پر اونچی جگہ کسی پُل وغیرہ سے ہی دریا میں ڈالا جاناممکن ہوتا ہے، جس پر فقہائے کرام کی طرف سےنکیرنہیں کی جاتی۔

جبکہ ہماری زیرِ بحث صورت میں اس حوض نما ڈرم کی اونچائی دریااورسمندریا کنویں وغیرہ کے کناروں اور دریاؤں کے پلوں سے عموماً کم ہوتی ہے، اوراس حوض نما ڈرم کے اندر پہنچ کر اوراق کو رکھنا ممکن نہیں ہوتا، نیز اس طرح ڈالنے سے مقصودان اوراق کی توہین نہیں ہوتا۔

دارالعلوم کراچی سے اس سلسلہ میں ایک سوال کے جواب میں جوفتویٰ جاری ہوا، وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

سوال:......: کیاقرآن پاک کے پھٹے ہوئے صفحات اور بوسیدہ کاغذ والے نسخوں، پھٹے ہوئے قرآنی اوراق وقاعدے سپاروں کو جو بہت بڑی تعداد میں ہوں کو آبادی سے دور کسی قطعہ زمین جومثلاً سوفٹ چوڑاورسوفٹ لمبا ہو،اور جس کی گہرائی تقریباً آٹھ فٹ ہو، نیچے سے زمین کچی ہو،اوراوپر سے کھلی ہوئی ہو، میں ڈالا جاسکتا ہے، جبکہ اوپر سے اس پر کچھ کیمیکل بکھیر دیا جائے، تاکہ جلدتلف ہوجائے، اورحفاظت کے لئے اس کے اردگرد چاردیواری اور

دروازہ بنادیا جائے، تو کیا تلف کرنے کا یہ طریقہ ٹھیک ہے؟

جواب:...... یہ صورت بھی جائز ہے۔

خلیل احمد اعظمی عفا اللہ عنہ: دارالافتاء، دارالعلوم کراچی، ۱۰/۴/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ: ۱۲/۴/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: محمد عبداللہ عفی عنہ: ۱۲/۴/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: احقر محمود اشرف غفر اللہ لہٗ: ۱۵/۴/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: محمد عبدالمنان: ۱۵/۴/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: بندہ عبدالرؤف سکھروی: ۱۷/۴/۱۴۱۹ھ

(ماہنامہ ''البلاغ'' دارالعلوم کراچی، ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ، صفحہ ۵۶)

اس فتوے میں آٹھ فٹ گہرائی والے نشیب میں ڈالنے کی اجازت دی گئی ہے، اور اسی کے ساتھ کیمیکل کے ذریعہ جلد تلف کرنے کی بھی اجازت دی گئی ہے، اور ہماری زیرِ بحث صورت میں ڈرم کو حوض کا درجہ حاصل ہے، اور مشین کے ذریعہ سے جلد تلف کرنے کا ہی مقصد حاصل کیا جاتا ہے۔

اس کے باوجود بھی اگر اس ڈرم میں مقدس تحریری مواد ڈالتے وقت مزید احتیاط ممکن ہو، تو اس پر عمل کرنا مناسب ہے۔

اس موقع پر ایک شبہ بعض حضرات کی طرف سے یہ بھی سامنے آیا کہ جو تحریری مواد جمع ہوتا ہے، اس میں قرآن مجید کے بعض قابلِ استعمال نسخے بھی شامل ہوتے ہیں، اور ان کو بھی بوسیدہ اوراق اور مواد کے ساتھ ری سائیکل کردیا جاتا ہے، جو کہ درست نہیں۔

تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اگر قابلِ استعمال نسخوں کی چھانٹی کرکے، ان کو الگ کرنا ممکن ہو، تو ان کو الگ کرکے استعمال میں لانا چاہئے، لیکن اگر وہ مواد بہت زیادہ مقدار میں ہو، اور اس کی چھانٹی کرکے اور ایک ایک صفحہ کو دیکھ کر یہ امتیاز کرنا مشکل ہو کہ اس میں کون سا نقص ہے، آیا کہ لکھائی میں اغلاط ہیں، یا پھر کوئی صفحہ غائب ہے، تو ایسی صورت میں دفعِ حرج کی وجہ سے ایک ایک صفحہ کو دیکھ کر چھانٹی کرنا معاف ہوجائے گا، البتہ اسی کے ساتھ ضروری ہوگا کہ جو لوگ اس طرح کا مواد بھیجتے ہیں، ان کو مطلع کردیا جائے کہ وہ قابلِ استعمال مواد ہمارے پاس نہ بھیجیں۔

چنانچہ ٹرسٹ جمعیت القرآن نے مقدس اوراق کے بارے میں اہلِ علم حضرات سے ایک سوال یہ کیا تھا کہ:

ان بوروں کو جو ریت میں دفنانا شروع کر دیا ہے، ہمارے پاس کئی سو بورے ضعیف پاروں یا قرآن مجید کے آجاتے ہیں، اور ہمارے لئے ناممکن ہے کہ ہم ہر بورا کھلوا کر دیکھیں کہ ان میں نئی جلد بنوا کر کام میں لایا جاسکتا ہے یا نہیں۔

اس کے جواب میں دارالعلوم کراچی سے درجِ ذیل جواب تحریر کیا گیا:

جن مساجد، مدارس اور اسکولوں وغیرہ سے یہ بورے آتے ہیں، ان کو لکھ کر بھیج دیا جائے اور زبانی بھی تاکید کی جائے کہ وہ ان میں قرآن کریم کے ایسے نسخے ہرگز نہ رکھیں، جو مرمت کے بعد قابلِ تلاوت ہوں، اس اعلان کے بعد جو ادارے اس کی خلاف ورزی کریں گے، تو اس کی ذمہ داری انہیں پر ہوگی، اگر آپ ان پر اعتماد کر کے ان بوروں کو جوں کا توں بند رہنے دیں، اور یہ تحقیق نہ کریں کہ ان میں کوئی نسخہ ایسا بھی ہے یا نہیں، جو مرمت کے بعد قابلِ تلاوت ہو (اور اسی حالت میں دفنادیں) تو اس تحقیق نہ کرنے کی آپ کے لئے گنجائش ہے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد خلیل الرحمٰن: دارالافتاء، دارالعلوم کراچی 14-۴/۴/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ: ۵/۴/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد رفیع عثمانی عفی عنہ: ۵/۴/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: احقر محمود اشرف عفی عنہ: ۵/۴/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد عبداللہ عفی عنہ: ۶/۴/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد عبدالمنان عفی عنہ: ۸/۴/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد عبدالرؤف سکھروی: ۸/۴/۱۴۲۳ھ

(فتویٰ کا مضمون مکمل ہوا)

مذکورہ فتوے میں چونکہ دفنانے کے متعلق سوال کیا گیا ہے، مٹانے یا ری سائیکلنگ کے متعلق سوال نہیں کیا گیا، اس لئے جواب میں دفنانے کا حکم ذکر کیا گیا ہے، ورنہ جو حکم دفنانے کا ہے، وہی حکم مٹانے اور ری

سائیکلنگ کرنے کا بھی ہے، کیونکہ دفنانے کا حکم بھی اصل میں بوسیدہ وناقابلِ استعمال نسخوں اور مواد کے متعلق ہے۔

لیکن جب دفعِ حرج کی وجہ سے اس میں گنجائش دی گئی ہے، تو علت کے مشترک ہونے کی وجہ سے یہاں بھی گنجائش پائی جائے گی۔

افسوس کہ جس عمل اور جدوجہد کو بے حرمتی سے بچنے کے لیے اختیار کیا گیا، اسی کو بے حرمتی سے تعبیر کیا جانے لگا، اور طرح طرح کے غلو وفسادات کو ہوا دی جانے لگی۔

شیخ موسیٰ لاشین کا حوالہ

شیخ موسیٰ لاشین فرماتے ہیں:

والذی تستریح إلیه النفس أن الحکم یتبع القصد والنیة، فما دام القصد صیانته من الامتهان ,جاز التخلُّص منه بأی وسیلة، الحرق،او الخرق، أو الحک، أو الغسل، أو الإلقاء فی بحر، أو إرساله إلی مصانع الورق لتصنیعه من جدید، إلی غیر ذلک من الوسائل، وکلّ ما یلتزم أن تکون الوسیلة کریمة، فلا یلقی فی مزبلة، أو فی مکان قضاء الحاجة مثلًا، أما إذا کان القصد الإهانة، فإن التخلُّص منه حرام ,ولو بطریقة کریمة (اللآلیء الحسان،فی علوم القران،ص۵۸)

ترجمہ: اور جس بات پر نفس مطمئن ہوتا ہے (دل ٹھکتا ہے) وہ یہ ہے کہ حکم قصد اور نیت کے تابع ہے، پس جب تک قرآن کو اہانت سے بچانے کا قصد ہو، تو اس کو ٹھکانے لگانا کسی بھی ذریعہ سے جائز ہوگا، خواہ جلا کر ہو، یا کاٹ کر یا اکھاڑ یا کھرچ کر یا دھو کر یا دریا میں ڈال کر یا اس کو نئے کاغذ بنانے والے کارخانوں کی طرف بھیج کر یا اس کے علاوہ دوسرے ذرائع اختیار کر کے، اور بہرحال جو ذریعہ بھی اختیار کیا جائے، اس میں ادب واحترام لازم ہوگا، اس لئے اسے نہ تو کچرے اور کوڑی کے ڈھیر پر پھینکا جائے، اور نہ قضائے حاجت والی جگہ میں، لیکن جب اہانت کا قصد ہوگا، تو اس سے چھٹکارا حرام ہوگا، اگرچہ ادب واحترام والا طریقہ کیوں نہ ہو (اللآ لی الحسان)

شیخ محمد بکراسماعیل کا حوالہ

اور شیخ محمد بکر اسماعیل فرماتے ہیں:

والذی علیہ الأکثر جواز التخلُّص من أوراق المصحف البالیۃ ,وما فی حکمہا من الأوراق التی فیہا التفسیر والحدیث والفقہ، بإحراقہا أو بإلقائہا فی البحر، أو بمحوہا بماء أو خل، ونحو ذلک مما یزیل أثر الکتابۃ تمامًا، مع إلقاء الغسالۃ فی مکان طاہر لا تطؤہ الأقدام ,مثل الحیاض التی أُعِدَّت للوضوء أو غسل الأوانی، ونحو ذلک (دراسات فی علوم القرآن،ص۱۱۸ ،المبحث الخامس عشر :جمع القرآن فی الصدور والسطور)

ترجمہ: اور اکثر اہلِ علم حضرات کے نزدیک قرآن کے پرانے اوراق سے اور اسی طرح جو اوراق اس کا حکم رکھتے ہیں کہ جن میں تفسیر اور حدیث اور فقہ ہوتا ہے، ان کو ٹھکانے لگانا جائز ہے، ان کو جلا کر بھی اور ان کو دریا میں ڈال کر بھی، اور ان کو پانی یا سرکہ وغیرہ سے مٹا کر بھی، اور ان کے علاوہ دوسرے ان (قدیم وجدید) طریقوں سے بھی، جن سے پوری طرح لکھائی کا اثر ختم ہو جائے، اس چیز کا اہتمام کرتے ہوئے کہ (لکھائی زائل ہونے کے بعد خارج ہونے والے) پانی کو پاک جگہ ڈالا جائے، جو پیروں کے نیچے نہ آئے، جیسا کہ وہ حوضیں جو وضو کے لئے بنائی جاتی ہیں، یا برتن وغیرہ دھونے کے لیے بنائی جاتی ہیں (دراسات فی علوم القرآن)

ری سائیکلنگ سے متعلق قرآن بورڈ کی متفقہ قرارداد

پنجاب قرآن بورڈ نے 16 مئی 2005ء کو قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کی ری سائیکلنگ (Recycling) کے جائز ہونے کے متعلق ایک متفقہ قرارداد منظور کی، جس کی یکم جون 2006ء کو دوبارہ توثیق بھی کی گئی، اس قرارداد پر تمام مکاتبِ فکر کے چیدہ اہلِ علم اور شخصیات کے دستخط موجود ہیں، اس قرارداد کا متن ملاحظہ فرمائیں:

متفقہ قرارداد

(1) قرآن مجید کے ناقابلِ تلاوت، بوسیدہ نسخہ جات، اوراق، ناتمام اجزاء، طباعت وجلد بندی کے موقع پر قطع وبرید شدہ ناقص اجزاء، مکتوب آیاتِ قرآنی واسمائے مقدسہ پر مشتمل

دینی کتب و اخبارات و جرائد یا دیگر مطبوعہ مواد کے تراشوں پر مشتمل تحریری مواد کی Recycling یعنی دوبارہ کارآمد بنانا ادب وحرمت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ازروئے شرع جائز ہے۔

(2) تحریر کی روشنائی کاغذ سے الگ ہونے کے بعد، بچ جانے والے گودے کو طباعت ودیگر مفید مقاصد کے لئے دوبارہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔

دستخط

(سید رئیس عباس زیدی)

سیکرٹری محکمہ مذہبی امور واوقاف پنجاب

دستخط

(قاری محمد حنیف جالندھری)

چیئرمین پنجاب قرآن بورڈ

دستخط

(ڈاکٹر طاہر رضا بخاری)

ڈائریکٹر مذہبی امور واوقاف پنجاب

دستخط

(مولانا سلیم اللہ خان)

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

دستخط

(مفتی محمد منیب الرحمٰن)

صدر تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

دستخط

(مولانا محمد رفیع عثمانی)

مہتمم دارالعلوم کراچی

دستخط

(مولانا محمد حسین اکبر)

پرنسپل جامعہ منہاج الحسین لاہور

دستخط

(علامہ محمد مقصود احمد قادری)

خطیب وامام، مسجد داتا دربار لاہور

دستخط

(مولانا فضل الرحیم)

مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

دستخط

(پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی)

دستخط

(ابوعمار زاہد الراشدی)

شیخ الحدیث نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ

دستخط

(ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی)

پرنسپل جامعہ نعیمیہ، لاہور

Idara Ghufran

دستخط

(مفتی محمد خان قادری)

پرنسپل جامعہ اسلامیہ، لاہور

دستخط

(سید محمد عباس نقوی)

جامعۃ المنتظر، لاہور

دستخط

(مولانا عبدالمالک)

صدر رابطۃ المدارس پاکستان

یکم جون 2006ء کو پنجاب قرآن بورڈ کے اجلاس منعقدہ کمیٹی روم ایوانِ اوقاف لاہور میں، مؤرخہ 16 مئی 2005ء کی مندرجہ بالا ''متفقہ قرارداد'' کی توثیق کرتے ہوئے، قرآن پاک کے بوسیدہ مقدس اوراق کی ''ری سائیکلنگ'' کی اس سفارش کے ساتھ منظوری دی گئی ہے کہ اس سارے عمل میں قرآن پاک کے اوراق کے تقدس اور حرمت کو ہمہ وقت اور ہمہ پہلو مدنظر رکھا جائے گا، اور ہر اس عمل سے مکمل احتراز کیا جائے گا، جس سے قرآن پاک کی بے ادبی کا معمولی شائبہ بھی ہو۔

(ماخوذ از: پنجاب قرآن بورڈ، رپورٹ 07-2005ء، صفحہ 135)

اس قرارداد میں واضح طور پر قرآن مجید کے بوسیدہ و ناقابلِ استعمال نسخوں اور مقدس اوراق کی ری سائیکلنگ (Recycling) کی اجازت اور اس کے گودے کو طباعت و دیگر مفید مقاصد کے لئے استعمال کی ادب و حرمت کے تقاضوں کا لحاظ کرتے ہوئے اجازت دی گئی ہے، اور دیگر مفید مقاصد میں کاغذ کے ساتھ ساتھ گتہ سازی بھی شامل ہے، جو شرعی و فقہی اعتبار سے بالکل درست ہے، اور اس میں شبہ کرنا درست نہیں، اور ری سائیکلنگ کا طریقہ کار بھی اس میں داخل ہے، جیسا کہ ماقبل کی تفصیل اور دلائل سے بھی معلوم ہوا۔

قرآن بورڈ کے چیئرمین کا بیان

لاہور (اُردو پوائنٹ اخبار تازہ ترین۔14 مئی۔2010ء) پنجاب قرآن بورڈ کے چیئرمین علامہ احمد علی قصوری نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ پنجاب قرآن بورڈ کمپلیکس میں قرآن محل برائے مقدس بوسیدہ اوارق قائم کیا گیا ہے، جہاں لاہور کے تمام علاقوں سے قرآن مجید کے شہید اور بوسیدہ اوراق جمع کیے جائیں گے۔ قرآن بورڈ ہر ڈویژنل ہیڈکوارٹر میں قرآن محل

برائے مقدس بوسیدہ اوراق قائم کرے گا۔

صوبے بھر میں جمع ہونے والے مقدس اوراق کو فیصل آباد جڑانوالہ روڈ پر قائم ایک ری سائیکلنگ مل میں پہنچایا جائے گا، جہاں ان مقدس اوراق کو پانی کی آمیزش میں شامل کر کے دوبارہ کاغذ اور گتہ تیار ہوگا، یہ گتہ اور کاغذ کسی بھی مقصد کے لئے دوبارہ استعمال کے قابل ہوگا۔

انہوں نے کہا کہ قرآن مجید کے مقدس بوسیدہ اوراق کی ماہیت اور نوعیت بدلنے کے بعد اس کے استعمال کا حکم بھی بدل جاتا ہے، لہٰذا مقدس اوراق ری سائیکلنگ کے بعد کسی بھی مقصد کے لئے استعمال ہو، تو اس کی بے حرمتی نہیں ہوتی۔ انہوں نے مزید کہا کہ لاہور کے شہری قرآن مجید کے مقدس اوراق نہر کے پانی میں نہ پھینکیں، نہر کا پانی آلودہ ہو چکا ہے اور مقدس اوراق پھینکنے سے ان کی بے حرمتی ہوتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ ماضی میں قرآن مجید اور مقدس اوراق کی بردگی کے تین طریقے رائج رہے ہیں، ان میں مقدس اوراق بہتے ہوئے پانی میں پھینکنا، ان کی زمین کے اندر تدفین کرنا اور فتنوں سے بچتے ہوئے مقدس اوراق کو جلانا شامل ہیں، موجودہ زمانے میں مقدس اوراق کی بردگی کا بہترین طریقہ ری سائیکلنگ ہے اور تمام مکاتب فکر کے علماء اس عمل کو جائز قرار دینے کے بارے میں پنجاب قرآن بورڈ کے پلیٹ فارم سے متفقہ فتویٰ دے چکے ہیں۔

(http://www.urdupoint.com/weather/news-detail/live-news-128499.html)

(روزنامہ اُردو پوائنٹ۔14مئی۔2010ء) [ا]

[ا] مفتی حافظ محمد اشتیاق الازہری صاحب لکھتے ہیں کہ:

موجودہ دور میں مقدس اوراق خصوصاً قرآن مجید کے اوراق کو بے ادبی سے بچانے میں خاصی دشواری کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، کیونکہ پہلے ان اوراق کو زمین میں دفن کر دیا جاتا تھا، اب تو زمین ہی نہیں ملتی۔ قبرستان کے لیے جگہ تنگ پڑ گئی ہے تو اوراق کے لیے جگہ کہاں ہے؟ اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ایسے اوراق کو گتے اور کاغذ بنانے والے کارخانوں میں دے دینا چاہیے، وہ ان اوراق کو پانی کے بڑے بڑے ڈرم اور کڑاھے میں ڈال دیتے ہیں، جس سے اوراق پر لکھے گئے حروف کی سیاہی زائل ہو جاتی ہے اور اوراق خالی ہو جاتے ہیں، پھر وہ پانی کسی زمین میں پاک جگہ پھینک دیتے ہیں اور وہ خشک ہو جاتا ہے، اور اوراق کو دوبارہ استعمال میں لیا جاتا ہے۔ اس سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اوراق کی بے حرمتی بھی نہیں ہوتی اور دوسرا ان اوراق کو دوبارہ بھی استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ ان کے گتے بنائے جا سکتے ہیں، کاغذ بنایا جا سکتا ہے، موجودہ دور میں یہ بہترین طریقہ ہے۔

(http://www.thefatwa.com/urdu/questionID/1357/ فتویٰ آن لائن، جدید فقہی مسائل، سوال نمبر 1357)

امیر انٹرنیشنل ختمِ نبوت کا بیان

امیر انٹرنیشنل ختمِ نبوت موومنٹ پاکستان، ناظم اعلیٰ ادارہ مرکزیہ دارارشاد چنیوٹ پاکستان اورممبر صوبائی اسمبلی پنجاب مولانا محمد الیاس چنیوٹی صاحب نے ڈسٹرکٹ پریس کلب میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ چھ سال قبل 17 فروری 2010 کومقدس اوراق کی ری سائیکلنگ کے بارے میں ایک قرارداد پنجاب اسمبلی میں منظور کی گئی تھی۔

قرارداد میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ قرآن مجید کے پرانے نسخہ جات اور دیگر متبرک اوراق کو زمین میں دفن کرنے یا انہیں پانی میں بہادینے کی بجائے حکومتی سطح پر ری سائیکلنگ کرنے کا سسٹم رائج کیا جائے۔

انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ مقدس اوراق کو ری سائیکلنگ کرنے کا منصوبہ جلد شروع کیا جائے جو وقت کی اہم ضرورت بھی ہے۔

انہوں نے بتایا کہ اس سلسلے میں ایک درخواست وزیراعلیٰ پنجاب اور دوسری درخواست سپیکر پنجاب اسمبلی کو دی ہے، جس میں مطالبہ کیا ہے کہ فوری طور پر ایسا ادارہ قائم کرنے کے لیے عملی اقدامات اٹھائے جائیں۔

(سجاگ چنیوٹ، 11 جنوری 2016، http://chiniot.sujag.org/news/34409)

پاکستان کی قومی اسمبلی کی کمیٹی کی ہدایت

اسلام آباد (وقائع نگار خصوصی) قومی اسمبلی کی مجلس قائمہ برائے مذہبی امور کی ذیلی مجلس نے وفاقی وزارت مذہبی امور کو قرآن مجید کے شہید اوراق کو پانی میں بہانے یا دفنانے کی بجائے، ان کی ری سائیکلنگ کرنے، اور اسی کے ساتھ قرآن پاک کی طباعت کے لئے 80 گرام کاغذ کے استعمال کو لازمی قرار دینے اور اس کاغذ کو قرآن پیپر کا نام دینے کی کلی ہدایت کی ہے (''نوائے وقت'' ہفتہ 23, جولائی 2016,)

وزارتِ مذہبی امور، پاکستان کا فیصلہ

اسلام آباد (عبید عباسی) وزارت مذہبی امور نے اسلام آباد میں ایک پلانٹ کے قیام کا فیصلہ کیا ہے، جس میں بوسیدہ ہوجانے والے مقدس اور مذہبی کاغذات کو ری سائیکل کیا جائے گا۔

وفاقی وزیر برائے مذہبی امور سردار یوسف کی سربراہی میں اہم اجلاس ہوا، جس میں وزارت کے افسران اور پاکستان کونسل فار سائنٹفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ (پی سی ایس آئی آر) کے ماہرین نے شرکت کی۔

ملاقات میں شریک افسران نے ایکسپریس ٹریبیون کو بتایا کہ وزارت کو مقدس و مذہبی اوراق کی بے حرمتی کی لاتعداد شکایات موصول ہوئی ہیں، جس کے بعد مقدس کاغذات کو بچانے کے لیے عملی اقدام کا فیصلہ کیا گیا ہے، جس کے تحت اسلام آباد میں پلانٹ لگایا جائے گا، جو پاکستان میں اپنی نوعیت کا واحد پلانٹ ہوگا۔ اس پلانٹ کی ری سائیکلنگ کی گنجائش ایک ٹن وزنی اوراق روزانہ ہوگی۔ تکمیل کے بعد اسلام آباد اور راولپنڈی میں ڈبے رکھے جائیں گے، جہاں عوام مقدس اوراق رکھ سکیں گے اور انہیں ری سائیکلنگ کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ دیگر بڑے شہروں میں بھی ایسے ہی پلانٹ تعمیر کرنے کا منصوبہ زیرِ غور ہے۔

(روزنامہ ''ایکسپریس'' جمعرات 28 جولائی 2016ء، http://www.express.pk/story/568932/)

حاصلِ کلام

گزشتہ تمام تر بحث کا حاصلِ کلام یہ نکلا کہ قرآن مجید کے فاضل و بوسیدہ اور ناقابلِ استعمال نسخوں اور مقدس اوراق کو مذکورہ تفصیل کے مطابق بے حرمتی سے بچانے کے لئے بوقتِ ضرورت جلانے، اور حروف ونقوش مٹانے یا دفن کرنے کی کسی صورت کو حالات و مقتضیات کے مطابق، ادب و احترام کے تقاضوں کی رعایت رکھتے ہوئے اختیار کیا جاسکتا ہے، اور ان کاغذوں کو پاک پانی میں ڈال کر ان کو پانی میں حل کر کے نقوش وحروف کو ختم کرنا اور فاضل پانی کو کسی پاک جگہ محفوظ رکھ کر یا کثیر چلتے پانی میں بہا کر باقی ماندہ گودے سے گتہ یا کاغذ تیار کرنا اور اس کاغذ یا گتے کو دینی اور دنیاوی جائز اور مفید مقاصد میں استعمال کرنا شرعی وفقہی اعتبار سے اور پاکستان کے قانون کی رُو سے جائز بلکہ بعض جہات سے اس دور میں بے حرمتی سے بچانے اور کاغذ کی حفاظت کی احسن صورت ہے، تاہم پھر بھی اس کاغذ یا گتہ کو دینی مقاصد کے لئے استعمال کرنا زیادہ بہتر اور ادب کے زیادہ قریب ہے، اور بذاتِ خود اس عمل کو بے ادبی قرار دے کر اس کارِ خیر میں رکاوٹ کا باعث بننا درست نہیں، البتہ اس عمل کو انجام دینے کے دوران جزوی طور پر کسی کارندہ سے بے احتیاطی کی شکایت ہو، تو تشدد کا راستہ اختیار کرنے اور فسادات کو ہوا دینے کے بجائے اس کے ازالہ کی سنجیدہ کوشش کرنے میں حرج نہیں۔

آخری گزارش

آخر میں ایک گزارش یہ ہے کہ اہلِ علم حضرات کو اس چیز کی طرف توجہ کرنا بھی ضروری ہے کہ ہمارے

معاشرہ میں عام طور پر عامۃ الناس کے ذہنوں میں ادب کے متعلق بعض جہات سے غلو وتشدد پیدا ہوگیا ہے، وہ اس طرح سے کہ نماز، روزہ اور دیگر فرائض اور واجبات کا اہتمام نہ کرنے اور صریح محرمات کا ارتکاب کرنے والے بے شمار لوگ بعض چیزوں میں ادب کے عنوان سے انتہائی تشدد اور سختی بلکہ غیض و غضب کا اظہار کرتے ہیں، بعض افراد اور اموال کو غصہ اور طیش میں آ کر آگ بھی لگا دیتے ہیں، مقدس اوراق کے سلسلہ میں اس طرح کے واقعات وفسادات کی ہمارے یہاں کمی نہیں ہے۔

حالانکہ اولاً تو ادب کے پیمانے خود سے مقرر کر لینا درست نہیں ہوتا، دوسرے یہ بات ممکن ہے کہ کوئی عمل کسی ایک قول کے رُو سے ادب میں آتا ہو، اور دوسرے قول کی رُو سے ادب میں نہ آتا ہو، اور عمل کرنے والے کا عمل دوسرے قول کے مطابق ہو، جیسا کہ مقدس اوراق کو جلانا۔

تیسرے ''ادب'' کو ہر جگہ فرض یا واجب کے معنیٰ میں مراد لینا یا اس کے ساتھ فرض یا واجب جیسا برتاؤ کرنا درست نہیں، خود فقہائے کرام نے بھی ''ادب'' کے لفظ کا استعمال عموماً مندوب، مستحب تطوع اور نفل درجہ پر کیا ہے، جس کی خلاف ورزی قابلِ منکر عمل نہیں ہوتا۔

بلکہ اس صورت میں اس پر دوسروں کا نکیر کرنا اور دوسرے کے مالی وجانی نقصان کا ارتکاب کرنا ہی خود فعلِ منکر کے دائرہ میں آتا ہے۔ [1]

---

[1] أدب: التعريف:أصل معنى كلمة "أدب "فى اللغة " :الجمع "، ومنه :الأدب بمعنى الظرف وحسن التناول .سمى أدبا؛ لأنه يأدب -أى يجمع -الناس إلى المحامد.

ولا يخرج المعنى الاصطلاحى عند الفقهاء عن المعنى اللغوى، فللأدب عند الفقهاء والأصوليين عدة إطلاقات:

أ -قال الكمال بن الهمام :الأدب :الخصال الحميدة ، ولذلك بوبوا فقالوا " :أدب القاضى "، وتكلموا فى هذا الباب عما ينبغى للقاضى أن يفعله

وما ينبغى أن ينتهى عنه .وكذلك قالوا " :آداب الاستنجاء "، "وآداب الصلاة ."وعرفه بعضهم بقوله: الأدب :وضع الأشياء موضعها .

ب -كما يطلق الفقهاء والأصوليون لفظ "أدب "أيضا أصالة على المندوب ، ويعبرون عن ذلك بتعبيرات متعددة منها :النفل، والمستحب، والتطوع، وما فعله خير من تركه، وما يمدح به المكلف ولا يذم على تركه، والمطلوب فعله شرعا من غير ذم على تركه، وكلها متقاربة .

ج -وقد يطلق بعض الفقهاء كلمة "آداب "على كل ما هو مطلوب سواء أكان مندوبا أم واجبا ولذلك بوبوا فقالوا " :آداب الخلاء والاستنجاء "وأتوا فى هذا الباب بما هو مندوب وما هو واجب، وقالوا :إن المراد بكلمة "آداب "هو كل ما هو مطلوب.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس طرح کے واقعات میں عامۃُ الناس کا ذہن یہ بن گیا ہے کہ وہ خود سے اپنے آپ کو نہ فرض کا مکلّف سمجھنے اور پابند کرنے کے لئے تیار ہیں، اور نہ واجب کا، اور دوسرے کو مندوب ومستحب کا بھی مکلّف کرنا چاہتے ہیں۔

اگر بالفرض کسی شخص نے ایسے ادب کی خلاف ورزی کی کہ جو مندوب وتطوع کے بجائے واجب کے زمرہ میں آتا ہے، اوراس پر امت کا اجماع بھی ہو، تب بھی اس طرح کے فعل کا ارتکاب دوسرے منکرات کی طرح ایک فعلِ منکر ہے، جس کی وجہ سے فاعل گناہ گار وعاصی ہے، لیکن عوام الناس کی طرف سے اس پر جانی ومالی تعزیر کرنا اور وہ بھی ہر قسم کی حدود وقیود سے بالاتر ہو کر پھر بھی جائز نہیں ہوسکتا۔ [1]

ورنہ تو اگر کوئی دیگر شرعی محرمات کا ارتکاب کرے، مثلاً نماز نہ پڑھے، روزہ نہ رکھے، اس کے خلاف اس قسم کی متشددانہ کاروائیاں کرنا بھی بدرجۂ اولیٰ جائز اور کارِ خیر ہونا چاہئے۔

آخری درجہ میں اگر کسی کی طرف سے اس طرح کا فعل شرعی حکم کی اہانت واستخفاف کے طور پر صادر ہوا ہو، تو اولاً تو اس کی نیت یا اس کے طرزِ عمل کی مکمل تحقیق ضروری ہے، مثلاً قرآن مجید یا مقدس اوراق کو جلانا، ان کو اہانت سے بچانے کے لئے تھا یا اہانت کرنے کے طور پر؟ اور اس فعل کا اصل مرتکب کون ہے؟

ان چیزوں کی تحقیق کے بعد بھی اس شخص پر شرعاً ارتداد کا حکم لگانے میں عوام کو خود مفتی بن کر بیٹھ جانا اور اپنے من مانے احکام مسلط کرنا اور مستند ومعتبر اہلِ علم کے فیصلہ وفتوے سے مستغنی ہوجانا درست نہیں۔

ثبوت کے بعد بھی اس پر ارتداد والی حد یا کسی دوسری وجہ سے تعزیر کا حق حکومت کے ذمہ ہے، اس میں عوام کا خود سے قاضی وجج بن کر اپنی من مانی کے فیصلے صادر بلکہ نافذ کرنا اور انسانی جانوں یا املاک کی تباہی یا

《گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ》

د -ویطلق الفقهاء أحیانا (الأدب) علی الزجر والتأدیب بمعنی التعزیر .(ر :تعزیر)

حکمه:

الأدب فی الجملة هو مرتبة من مراتب الحکم التکلیفی، وهو غالبا یرادف المندوب، وفاعله یستحق الثواب بفعله، ولا یستحق اللوم علی ترکه.

مواطن البحث :لقد نشر الفقهاء الآداب علی أبواب الفقه، فذکروا فی کل باب ما یخصه من الآداب، ففی الاستنجاء ذکروا آداب الاستنجاء ، وفی الطهارة بأقسامها ذکروا آدابها، وفی القضاء ذکروا آداب القضاء ، بل صنف بعضهم کتبا خاصة فی الآداب الشرعیة، کالآداب الشرعیة لابن مفلح، وأدب الدنیا والدین للماوردی، وغیرهما(الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج ۲، ۳۴۲، مادة "أدب")

[1] کسی منکر پر نکیر کرنے کے بارے میں امرِ منکر کے متفق علیہ ہونے سے متعلق عبارات پیچھے ذکر کی جاچکی ہیں۔

سوزی کا ارتکاب کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے؟

ان حالات میں اہلِ علم حضرات کو عوامی دنیا میں پائے جانے والے قدم قدم پر غلو وتشدد پر سکوت اور اس سے بڑھ کر حوصلہ افزائی کا طرزِ عمل کیسے درست قرار پاسکتا ہے، اوپر سے عوام کے اس طرح کے غلو وتشدد پر مبنی ادب واحترام کے عرف کو حجت بنا کر اس کا دوسروں کو مکلّف کرنا اور بھی زیادہ بُرا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قرآن مجید کو جلانے کے واقعہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکیر کرنے والوں کو تنبیہ فرمائی، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عمل کی تحسین فرمائی، جیسا کہ تفصیلاً پہلے گزرا، علماء کے لئے بھی ایسے موقع پر یہی طرزِ عمل مناسب ہے۔

رہا یہ شبہ کہ اگر علماء اس قسم کے معاملات میں سختی اور متشددین کی حوصلہ افزائی نہیں کریں گے، تو عوام کی طرف سے جرائت بڑھے گی۔

تو اس بارے میں عرض ہے کہ علماء کے ذمہ ہر چیز کا درجہ بیان کرکے اس کی تبلیغ کرنا ہے، جب وہ ہر چیز کے درجہ کی تبلیغ کریں گے، تو امید ہے کہ ادب کرنے والے ادب کریں گے اور غلو کرنے والے غلو سے اجتناب کریں گے، اور یہی مطلوب ہے، اور اگر بالفرض کسی کی طرف سے جرائت بھی ہوتی ہو، تو کیا اس کی وجہ سے عوام الناس کی طرف سے احکامِ شرع کی مخالفت اور منکرات کے ارتکاب اور علماء ومقتداء حضرات کی طرف سے اس پر سکوت اور اس سے بڑھ کر حوصلہ افزائی کو شرعی دلائل کی روشنی میں جائز قرار دیا جاسکتا ہے؟

ظاہر ہے کہ ہرگز نہیں، البتہ بعض علماء اس طرزِ عمل کو پسند کریں، تو وہ ان کا اپنا مزاج ہے، اور یہ ذوق ومزاج شریعت کے مزاج سے میل نہیں کھاتا، اور یہ کوئی شرعی حجت نہیں۔

فقط

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان

02/ ذوالقعدۃ/ 1437ھ بمطابق 06/ اگست/ 2016ء بروز ہفتہ

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

کیا آپ جانتے ہیں؟

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

ملاقات کے آداب

ایک دوسرے سے ملاقات کرنے، ایک دوسرے کے پاس جانے اور ایک دوسرے کے گھر میں داخل ہونے کے آداب کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(1)...... جب اتفاقاً کسی سے ملاقات ہو، تو اس کو سلام کرنا چاہئے، اور ہو سکے تو مصافحہ کرنا چاہئے، اور اگر سفر سے آیا ہو، تو معانقہ بھی کر سکتے ہیں، اور ان چیزوں کی تفصیل اور آداب آگے الگ سے ذکر کر دیئے گئے ہیں۔

(2)...... کسی سے ناجائز ملاقات کرنا مثلاً نامحرم مرد وعورت کا آپس میں بلاضرورتِ شرعی ملاقات کرنا، یا ایک دوسرے سے بے پردگی کا مظاہرہ کرنا، یا نامحرم مرد وعورت کا آپس میں خلوت وتنہائی اختیار کرنا منع ہے، اس لئے اس طرح کی ناجائز اور گناہ پر مشتمل ملاقات کو ترک کرنا چاہئے، اور جائز ملاقات کو اختیار کرنا چاہئے۔

(3)...... جب کسی سے جائز طریقہ پر ملاقات کرنے کا ارادہ ہو تو اس کے آرام اور مصروفیات کا لحاظ رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے، آرام یا کسی دوسری ضروری مصروفیت کے وقت ملاقات کے لئے پہنچ جانا اچھا طریقہ نہیں۔

(4)...... اگر ممکن ہو تو بہتر یہ ہے کہ ملاقات سے پہلے دوسرے کے معمولات اور مصروفیات بلکہ ملاقات کے وقت کو معلوم کر لیا جائے یا کم از کم دوسرے کو اپنے آنے کی پہلے سے کسی واسطہ اور ذریعہ سے اطلاع کر دی جائے اور ملاقات کے مقصد کو بھی دوسرے پر واضح کر دیا جائے، تا کہ وہ اسی حیثیت سے آپ سے ملاقات کے لئے آمادہ وتیار ہو۔ غلط مقصد ظاہر کرنے یا گول مول انداز میں دوسرے کو ملاقات پر آمادہ کرنے سے بعد میں دوسرا تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے۔

(5)...... اگر کسی وقت دوسرے سے ملاقات کا وقت طے کر لینے کے بعد اتفاق سے بروقت جانا نہ ہو سکے، یا وہاں پہنچنے میں کسی وجہ سے تاخیر ہو جائے، تو دوسرے کو اس کی اطلاع کر دینا مناسب ہے، تا کہ دوسرا آپ کے لئے مقید ہو کر اور اپنے کام کاج چھوڑ کر انتظار میں نہ بیٹھا رہے، اور وعدہ کر لینے کے بعد حتی الامکان مقررہ وقت پر ملاقات کی کوشش کرنی چاہئے۔

(6)...... اگر دوسرے سے ملاقات کا کوئی وقت لے لیا گیا اور پھر اس وقت تک ملاقات کے لئے پہنچنے میں تاخیر ہوگئی اور دوسرے کے پاس بعد میں آپ سے ملاقات کا وقت نہیں ہے، یا معلوم ہوا کہ اب وہ کسی دوسرے کام میں مصروف ہوگئے ہیں، تو ان سے ملاقات پر اصرار اور جبر نہیں کرنا چاہئے، اور اگر وہ اپنی کسی مصروفیت کی وجہ سے اب ملاقات پر راضی نہ ہوں تو بُرا نہیں منانا چاہئے، کیونکہ مقررہ وقت گزرنے کے بعد اب وہ آپ کی ملاقات کے پابند نہیں رہے، البتہ اگر وہ اب بھی خوشدلی سے ملاقات پر راضی ہوں، تو علیٰحدہ بات ہے، لیکن اس صورت میں ملاقات کو مختصر کر کے دوسرے کو جلد از جلد فارغ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(7)...... جب آپ سے کوئی ملاقات کا وقت طلب کرے اور آپ اس کو ملاقات کے لئے کوئی وقت دیدیں، اور آپ کو اس وقت کے بعد کوئی دوسری مصروفیت ہو تو ساتھ ہی بتلا دینا مناسب ہے کہ فلاں وقت کے بعد آنے کی صورت میں ملاقات نہیں ہو سکے گی، اس لئے مقررہ وقت پر ہی تشریف لائیں۔

(8)...... آپ کے کسی کو ملاقات کا وقت دے دینے کے بعد مناسب یہ ہے کہ اس کو ڈائری وغیرہ میں لکھ لیا جائے، یا کسی ساتھی کو بتلا دیا جائے، تاکہ وہ آپ کو یاددہانی کرادے، اور اگر اس مقررہ وقت پر آپ کو دوسری کوئی ضروری مصروفیت آپڑے، جس کی وجہ سے آپ وعدے کے مطابق دوسرے سے ملاقات نہ کر سکتے ہوں، تو مناسب یہ ہے کہ اس سے دوسرے کو آگاہ کر دیا جائے، تاکہ وہ پریشان نہ ہو، یا اس سے ملاقات وغیرہ کا متبادل بندوبست کر دیا جائے، مثلاً اپنے کسی نمائندہ کو ملاقات کے لئے مقرر کر دیا جائے، جس سے اس آنے والے کی ضرورت پوری ہو جائے۔

(9)...... جب کسی مسلمان سے ملاقات ہو تو سنت کے مطابق سلام کرنا چاہئے، اور پھر سہولت ہو، تو مصافحہ بھی کر لینا چاہیے، اور سنت کے مطابق سلام کرنے کے بجائے اِدھر اُدھر کے الفاظ کہنا یا سلام کرنے کے بجائے صرف ہاتھ ملانے پر اکتفاء کرنا اسلامی طریقہ نہیں۔

(10)...... دوسرے سے ملاقات ہونے پر خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہئے۔

(11)...... جب کسی سے ملاقات کے وقت کا دورانیہ طے ہو تو حتی الامکان اس وقت کے اندر اندر ہی ملاقات کر کے فارغ ہونے کی کوشش کرنی چاہئے، مختصر وقت کا وعدہ اور محدود ملاقات کا طے کر کے، زیادہ وقت تک جم کر بیٹھے رہنا درست نہیں، اگرچہ دوسرا آپ کو جانے کا نہ کہے، کیونکہ دوسرے کو اس طرح واپس جانے کا کہنا زیب نہیں دیتا، اور بیٹھنے والے کو دوسرے کی خاموشی رضامندی محسوس ہوتی ہے۔

Idara Ghufran

(12)...... اگر کسی سے ملاقات کے لئے جانا ہو اور جانے کے بعد معلوم ہو کہ وہ اس وقت آرام کر رہے ہیں یا اور کسی ضروری کام میں مصروف ہیں اور ان کو آپ کی اس وقت ملاقات سے تکلیف یا ضروری کام میں حرج ہوگا، تو اس وقت فارغ ہونے کا انتظار کرنا چاہئے یا پھر وہاں سے لوٹ جانا چاہئے اور پھر کسی دوسرے وقت ملاقات کرنی چاہئے اور بلاوجہ اسی وقت ملاقات کرنے پر اصرار نہیں کرنا چاہئے۔

(13)...... جب کسی سے ملاقات ہو تو بلاضرورت ملاقات کو لمبا نہیں کرنا چاہئے، اور جلد از جلد فراغت حاصل کر کے دوسرے کو اپنے کاموں کے لئے فارغ کر دینا چاہئے، البتہ دوسرا خود ہی آپ کی لمبی ملاقات سے دلی طور پر راضی ہو اور آپ کے دیر تک ملاقات کرنے اور بیٹھے رہنے کا اس پر بوجھ نہ ہو تو پھر حرج کی بات نہیں۔ اور دوسرے کی دلی رضامندی کے بغیر اس کے سر پر چڑھ کر بیٹھے رہنا درست نہیں، بعض اوقات دوسرے کو لمبی ملاقات سے زحمت و تکلیف ہوتی ہے، یا اس کے آرام یا کسی دوسرے کام میں خلل و رکاوٹ پیدا ہوتی ہے، اور وہ زبان سے شرما حضوری کی بناء پر کچھ کہہ نہیں پاتا۔

(14)...... اگر کسی سے ملاقات کے لئے جانا ہوا اور وہ صاحب اس وقت کسی کام میں مصروف ہوں تو ان کی بے خبری میں ان کے پاس بیٹھے رہنا مناسب نہیں، کیونکہ ہر انسان دوسرے انسان کی حسبِ حیثیت ہی اپنے کام انجام دیتا ہے، بعض اوقات وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہاں کوئی موجود نہیں، اور وہ کوئی ایسا کام کرتا ہے، جو وہ دوسرے کے سامنے کرنا پسند نہیں کرتا۔

اور اگر آپ کی موجودگی میں وہ صاحب کسی دوسرے سے کوئی راز کی بات کر رہے ہوں، یا رازداری کا کام کر رہے ہوں، تو ایسے وقت وہاں سے علیٰحدہ ہو جانا مناسب ہے۔

(15)...... جب کسی سے ملاقات کریں اور اس سے بے تکلفی نہ ہو تو خواہ مخواہ اس سے اس کی رازداری اور گھرداری کی باتیں نہیں پوچھنا چاہییں اور نہ ہی دوسرے کی اس طرح کی باتوں میں دخل دینا چاہئے۔

(16)...... جب کسی سے کسی غرض و مقصد کے لئے ملنے جائیں، تو موقع پاتے ہی اپنے آنے کی غرض ظاہر کر دینی چاہئے، ٹال مٹول اور لیت و لعل کرنا یا بات کو گھمانا پھرانا اور اپنے مقصود سے ہٹ کر غلط غرض بیان کرنا یا اپنے مقصد کی بات چھوڑ کر ادھر اُدھر کی باتیں کر کے دوسرے کا وقت خرچ کرنا یا اس کا پہلے دوسری طرف ذہن منتقل کرنا اور اس کو ادھر اُدھر کی باتوں سے تھکانے کے بعد اصل مقصد کا بوجھ ڈال کر تکلیف میں مبتلا کرنا درست نہیں۔

(17)...... اگر ملاقات کے بعد دوسرا آپ کے واپسی یا قیام اور سفر وغیرہ کا نظم اور پروگرام معلوم کرے تو اسے حکمت کے ساتھ اس سے آگاہ کر دینا چاہئے۔

اور اگر دوسرا معلوم نہ کرے تب بھی اپنی واپسی اور قیام وغیرہ کے نظم و پروگرام سے دوسرے کو آگاہ کر دینا مناسب ہے، تاکہ وہ اس کے مطابق اپنے معمولات کا نظم طے کر لے اور اسے کوئی تکلیف نہ ہو۔

(18)...... اگر کسی کے پاس ملاقات کے لئے جانا ہو اور ان سے پہلے اجازت لے لی گئی ہو یا ان کو اطلاع دے دی گئی ہو، تو ساتھ ہی یہ بھی بتلا دینا مناسب ہے کہ ان سے ملاقات کے لئے کتنے افراد آ رہے ہیں، تاکہ دوسرے کو انتظامات وغیرہ میں مشکل نہ ہو۔

(19)...... یہ بات سمجھ لینے کی ہے کہ ایک مسلمان سے جب دوسرا مسلمان جائز طریقہ پر ملاقات کرتا ہے، اور مقصد رضائے الٰہی ہوتا ہے، تو یہ بڑی عبادت اور ثواب والا کام ہے۔

(20)...... نیک لوگوں کی زیارت کرنا دنیا اور آخرت کے اعتبار سے مفید ہے۔

(21)...... اپنے رشتہ داروں سے کبھی کبھی ملاقات کرنا، رشتہ داری کے حقوق اور صلہ رحمی میں داخل ہے، جس کا ذکر رشتہ داروں کے آداب میں کر دیا گیا ہے۔

(22)...... دوسروں سے ملاقات کرنے میں اعتدال کا لحاظ رکھنا چاہئے، نہ تو اتنی زیادہ اور کثرت سے ملاقات کرنی چاہئے کہ دوسرا تنگ پڑ جائے، اور اس کے ضروری کام کاج میں خلل واقع ہونے لگے، اور محبت و الفت کے بجائے، عداوت پیدا ہونی شروع ہو جائے، اور نہ ہی ایسی کنارہ کشی اختیار کرنی چاہئے کہ ملاقات بالکل ہی ترک کر دی جائے۔

(23)...... اگر کسی سے ملاقات کے لئے چل کر جانا مشکل ہو تو خط و کتابت کے ذریعہ یا ٹیلی فون وغیرہ کے واسطہ سے رابطہ یا بات چیت کر کے ضرورت پوری کی جاسکتی ہے۔

(24)...... دوسرے سے ملاقات ہونے پر اس چیز کا خیال کرنا بہت ضروری ہے کہ گناہ کی باتوں سے پرہیز کیا جائے، مثلاً غیبت، چغلی، غلط بیانی وغیرہ۔

اور حتی الامکان اپنی رازداری کی باتیں دوسرے کے سامنے کرنے سے بھی پرہیز کرنا چاہئے، بلکہ فضول گوئی سے بھی اجتناب کرنا چاہئے، کیونکہ ان چیزوں کی وجہ سے بعض اوقات بڑے بڑے نقصانات پیش آجاتے ہیں۔

(25)...... دوسرے سے ملاقات کے وقت کوئی ہدیہ وتحفہ (Gift) ساتھ لے جانا ضروری نہیں، البتہ کوئی اخلاص کے ساتھ رسم و رواج کے بغیر کبھی ہدیہ لے جائے، تو گناہ بھی نہیں، بلکہ ثواب کی بات ہے۔

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط13 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت موسیٰ کا مدین پہنچنا

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مدین پہنچے،تو مدین کے کنویں یا چشمہ کے پاس بیٹھ گئے،اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بستی میں یہ کنواں یا چشمہ ایک نمایاں اور معروف جگہ ہوگی،جہاں قریب قریب سایہ دار درخت ہوں گے،اوراس کنویں یا چشمے سے اس بستی کے لوگ اپنے جانوروں وغیرہ کو پانی پلاتے ہوں گے۔ [1]

حضرت موسیٰ نے دیکھا کہ چرواہوں کی ایک بھیڑ اپنے اپنے بھیڑ بکریوں کے گلوں کو پانی پلا رہی ہے اور دو عورتیں اپنی بھیڑ بکریوں کو روکے ہوئے ان سے دور کھڑی ہیں،قرآن مجید کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا گلہ تو گھاٹ پر پہنچ کر پانی پینے کے لئے آگے بڑھنے کے لئے زور لگا رہا ہے لیکن ان بے چاریوں کو زبردستی اس کو پیچھے ہٹانا پڑ رہا ہے۔

---

[1] تفسیر تفہیم القرآن اس کنویں اور جگہ کی اس طرح نشاندہی کرتی ہے:

یہ مقام جہاں حضرت موسیٰ پہنچے تھے،عربی روایات کے مطابق خلیج عقبہ کے غربی ساحل پر مقنا سے چند میل بجانب شمال واقع تھا۔آج کل اسے ''البدع'' کہتے ہیں اور وہاں ایک چھوٹا سا قصبہ آباد ہے،میں نے دسمبر 1959 میں تبوک سے عقبہ جاتے ہوئے اس جگہ کو دیکھا ہے،مقامی باشندوں نے مجھے بتایا کہ ہم باپ دادا سے یہی سنتے چلے آئے ہیں کہ مدین اسی جگہ واقع تھا۔یوسیفوس سے لیکر برٹن تک قدیم وجدید سیاحوں اور جغرافیہ نویسوں نے بھی بالعموم مدین کی جائے وقوع یہی بتائی ہے۔اس کے قریب تھوڑے فاصلے پر وہ جگہ ہے جسے اب ''مغائر شعیب یا مغارات شعیب'' کہا جاتا ہے،اسی جگہ ثمودی طرز کی کچھ عمارات موجود ہیں،اوراس سے تقریباً میل ڈیڑھ میل کے فاصلے پر کچھ قدیم کھنڈر ہیں جن میں دو اندھے کنویں ہم نے دیکھے۔مقامی باشندوں نے ہمیں بتایا کہ یقین کے ساتھ تو ہم نہیں کہہ سکتے،لیکن ہمارے ہاں روایات یہی ہیں کہ ان دونوں میں سے ایک کنواں وہ تھا جس پر حضرت موسیٰ نے بکریوں کو پانی پلایا ہے،یہی بات ابوالفداء(متوفی 732ھ) نے تقویم البلدان میں اور یاقوت نے معجم البلدان میں ابوزید انصاری(متوفی 216ھ) کے حوالہ سے لکھی ہے کہ اس علاقے کے باشندے اسی مقام پر حضرت موسیٰ کے اس کنویں کی نشان دہی کرتے ہیں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت صدیوں سے وہاں کے لوگوں میں متوارث چلی آ رہی ہے اوراس بنا پر اعتماد کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید میں جس مقام کا ذکر کیا گیا ہے وہ یہی ہے۔

Idara Ghufran

حضرت موسیٰ نے ان خواتین سے پوچھا کہ تم کیوں اپنی بکریوں کو روکے کھڑی ہو، دوسرے لوگوں کی طرح کنوئیں کے پاس لا کر پانی نہیں پلاتیں؟

ان خواتین نے جواب دیا کہ ہمارے والد بہت بوڑھے ہو چکے ہیں، گھر میں کوئی دوسرا مرد بھی نہیں ہے، اس لیے گلے کی دیکھ بھال ہمیں کرنی پڑ رہی ہے، اور ہمارے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ اس بھیڑ کے اندر گھس کر اپنے گلے کو پانی پلا سکیں، اس وجہ سے ہمیں چرواہوں کے فارغ ہونے تک انتظار کرنا پڑتا ہے، جب تک وہ اپنے گلے ہٹا نہ لیں ہم اپنے گلے کو پانی نہیں پلا سکتے۔ [1]

قرآن مجید کی سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ، قَالَ مَا خَطْبُكُمَا، قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَاءُ، وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ (سورة القصص، رقم الآية ۲۳)

یعنی ”اور جب وہ مدین کے کنویں پر پہنچے تو دیکھا کہ اس پر ایسے لوگوں کا ایک مجمع ہے جو اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں، اور دیکھا کہ ان سے پہلے دو عورتیں ہیں جو اپنے جانوروں کو روکے کھڑی ہیں۔ موسیٰ نے ان سے پوچھا کہ تمہارا کیا ماجرا ہے؟ ان دونوں نے کہا کہ ہم اپنے جانوروں کو اس وقت تک پانی نہیں پلا سکتیں، جب تک سارے چرواہے پانی پلا نے سے فارغ ہو کر چلے نہ جائیں، اور ہمارے والد بہت بوڑھے آدمی ہیں“

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور ”حدیث فتون“ میں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان خواتین کے مکالمہ کو ذکر کیا گیا ہے۔ [2]

---

[1] اس سارے مضمون کو ان خواتین نے صرف ایک مختصر سے فقرے میں ادا کر دیا، جس سے ان کی حیاداری کا اندازہ ہوتا ہے کہ ایک غیر مرد سے زیادہ بات بھی نہ کرنا چاہتی تھی، مگر یہ بھی پسند نہ کرتی تھیں کہ یہ اجنبی ہمارے خاندان کے متعلق کوئی غلط رائے قائم کر لے اور اپنے ذہن میں یہ خیال کرے کہ کیسے لوگ ہیں جن کے مرد گھر بیٹھے رہے اور اپنی عورتوں کو اس کام کے لیے باہر بھیج دیا۔

[2] ولما ورد ماء مدين وجد عليه أمة من الناس يسقون ووجد من دونهم امرأتين تذودان) يعنى بذلک حابستين غنمهما، فقال لهما :ما خطبكما معتزلتين لا تسقيان مع الناس؟ قالتا : ليس لنا قوة نزاحم القوم، وإنما ننتظر فضول حياضهم(مسند ابى يعلىٰ الموصلى، رقم الحديث ٢٦١٨)

قال الهيثمي:رواه أبو يعلى، ورجاله رجال الصحيح غير أصبغ بن زيد والقاسم بن أبى أيوب وهما ثقتان(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١١١٦٦)

وقال حسين سليم اسد الدارانى:رجاله ثقات(حاشية مسند ابى يعلىٰ)

قرآن مجید نے چونکہ ان بچیوں کے والد کے نام کی اس پورے واقعہ میں کہیں بھی صراحت نہیں کی کہ وہ کون صاحب تھے، اس لیے ان کی تعیین میں مفسرین میں اختلاف ہوگیا، لیکن مشہور قول یہی ہے کہ وہ حضرت شعیب علیہ السلام، اللہ کے پاک پیغمبر تھے، اور یہ دونوں حیاء دار بچیاں پیغمبرزادیاں تھیں، حضرت شعیب علیہ السلام کو اپنے بڑھاپے اور نرینہ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے کسی قابلِ اعتماد، پاکباز شخص کی ضرورت تھی، جوان کی بھیڑ بکریوں کی رکھوالی بھی کرے، اور بچی کو بھی اس سے بیاہ دیا جائے، قدرت نے اس کا یہ سامان کردیا، اور ساتھ ہی ساتھ حضرت موسیٰ مستقبل کے نبی کو ایسی تربیت سے گزارنا مشیتِ ایزدی کا تکوینی تقاضا تھا، جس سے وہ منصبِ نبوت کی نزاکتوں، باریکیوں اور نشیب وفراز سے باخبر ہوں، اور اس راستے کے لیے جہد وآزمائشوں کو سہارنے کے قابل ہوں، اس کے لیے ان کو ایک دوسرے نبی کی خدمت میں پہنچادینا، جس کی زندگی کا آفتاب اب لبِ بام آچکا تھا، جتنا حکیمانہ تکوینی فیصلہ ہوسکتا ہے، وہ ظاہر ہے۔ [1]

اسی کو اقبال مرحوم نے خوب تعبیر کیا ہے۔

کوئی شعیب آجائے میسّر | شبّانی سے کلیمی دوقدم ہے

---

[1] وقد اختلف المفسرون فی هذا الرجل من هو؟ علی أقوال أحدها أنه شعیب النبی علیه السلام الذی أرسل إلی أهل مدین، وهذا هو المشهور عند کثیر من العلماء ، وقد قاله الحسن البصری وغیر واحد، ورواه ابن أبی حاتم :حدثنا أبی، حدثنا عبد العزیز الأوسی، حدثنا مالک بن أنس أنه بلغه أن شعیبا هو الذی قص علیه موسی القصص، قال لا تخف نجوت من القوم الظالمین .وقد روی الطبرانی عن سلمة بن سعد العنزی أنه وفد علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال له مرحبا بقوم شعیب وأختان موسی هدیت وقال آخرون : بل کان ابن أخی شعیب.

وقیل رجل مؤمن من قوم شعیب.

وقال آخرون .کان شعیب قبل زمان موسی علیه السلام بمدة طویلة لأنه قال لقومه وما قوم لوط منکم ببعید وقد کان هلاک قوم لوط فی زمن الخلیل علیه السلام بنص القرآن، وقد علم أنه کان بین الخلیل وموسی علیهما السلام مدة طویلة تزید علی أربعمائة سنة، کما ذکره غیر واحد .وما قیل إن شعیبا عاش مدة طویلة، إنما هو -والله أعلم -احتراز من هذا الإشکال، ثم من المقوی لکونه لیس بشعیب أنه لو کان إیاه لأوشک أن ینص علی اسمه فی القرآن هاهنا، وما جاء فی بعض الأحادیث من التصریح بذکره فی قصة موسی لم یصح إسناده، کما سنذکره قریبا إن شاء الله، ثم من الموجود فی کتب بنی إسرائیل أن هذا الرجل اسمه ثیرون، والله أعلم .قال أبو عبیدة بن عبد الله بن مسعود :ثیرون هو ابن أخی شعیب علیه السلام، وعن أبی حمزة عن ابن عباس قال :الذی استأجر موسی یثری صاحب مدین، رواه ابن جریر 1 به، ثم قال :الصواب أن هذا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بعض احادیث میں ان کے نام کی تصریح ملتی ہے، لیکن علامہ ابن جریر اور ابن کثیر دونوں اس پر متفق ہیں کہ ان میں سے کسی کی سند بھی صحیح نہیں ہے، اس لیے ابن عباس، حسن بصری، ابوعبیدہ اور سعید بن جبیر جیسے اکابر مفسرین نے بنی اسرائیل کی روایات پر اعتماد کر کے ان بزرگ کے وہی نام بتائے ہیں جو تلمود وغیرہ میں آئے ہیں، ورنہ ظاہر ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا شعیب نام ہونے کی تصریح منقول ہوتی تو یہ حضرات کوئی نام نہ لے سکتے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ لا یدرک إلا بخبر، ولا خبر تجب به الحجة فی ذلک (تفسیر ابنِ کثیر، ج٦ ص٢٠٥، ٢٠٦، سورة القصص)

قال البغوی اختلفوا فی اسم أبیهما فقال مجاهد والضحاک والسدی والحسن هو شعیب علیه السلام وقال وهب وسعید بن جبیر هو ثیرون بن أخی شعیب وکان شعیب قد مات قبل ذلک بعد ما کف بصره فدفن بین المقام والزمزم وقیل رجل ممن أمن بشعیب علیه السلام فلما سمع موسی قولهما رحمهما (التفسیر المظهری، ج٧ ص١٥٥، سورة القصص، کذا فی تفسیر الخازن، ج٣ ص٣٦١، سورة القصص)

[1] وذهب جماعة إلی أنه لیس بشعیب علیه السلام فاخرج سعید بن منصور وابن أبی شیبة وابن المنذر وابن أبی حاتم عن أبی عبیدة أنه قال کان صاحب موسی علیه السلام أثرون ابن أخی شعیب النبی علیه السلام، وحکی هذا القول عنه أبو حیان أیضا إلا أنه ذکر هارون بدل أثرون وحکاه أیضا عن الحسن إلا أنه ذکر بدله مروان، وحکی الطبرسی عن وهب وسعید بن جبیر نحو ما حکاه أبو حیان عن أبی عبیدة، وأخرج ابن المنذر عن ابن جریج أنه قال بلغنی أن أبا الامرأتین ابن أخی شعیب واسمه رعاویل وقد أخبرنی من أصدق أن اسمه فی الکتاب یثرون کاهن مدین والکاهن حبر، وأخرج ابن جریر عن ابن عباس أنه قال الذی استأجر موسی علیه السلام یثرب صاحب مدین، وجاء فی روایة أخری عنه أن اسمه یثرون وهو موافق لما نقل عن الکتاب من الاسم ولم یذکر فی هاتین الروایتین نسبته إلی شعیب علیه السلام فیحتمل أن المسمی بما فیها ابن أخیه ویحتمل أنه رجل أجنبی عنه فقد قیل :إن أباهما لیس ذا قرابة من شعیب علیه السلام وإنما هو رجل صالح، وحکی الطبرسی عن بعضهم أن یثرون اسم شعیب وقد أخبرنی بعض أهل الکتاب بذلک أیضا إلا أنه قال هو عندنا یثرو بدون نون فی آخره (تفسیر روح المعانی، ج١٠ ص٢٧٠، ٢٧١، سورة القصص)

ان ''شیخ کبیر'' کے بارے میں مفسرین و تاریخ دانوں میں اختلاف ہے، بائبل میں ایک جگہ ان بزرگ کا نام رعوایل اور دوسری جگہ یترو بیان کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ مدین کے کاہن تھے (خروج باب 2۔16۔18۔ باب 3۔1۔ باب 18۔5) تلمودی لٹریچر میں رعوایل، یتھرو اور حوباب تین مختلف نام بتائے گئے ہیں، موجودہ زمانے کے علمائے یہود کا خیال ہے کہ یتھرو ہزاکسی لنسی کا ہم معنی لقب تھا اور اصل نام رعوایل یا حوباب تھا، اسی طرح لفظ کاہن (Kohen Midian) کی تشریح میں بھی علماء یہود کے درمیان اختلاف ہے، یعنی اس کو پروہت (Priest) کا ہم معنی بتاتے ہیں اور یعنی رئیس یا امیر (Prince) کا۔

تلمود وغیرہ میں ان کے جو حالات بیان کیے گئے ہیں وہ یہ ہیں کہ حضرت موسیٰ کی پیدائش سے پہلے فرعون کے ہاں ان کی آمد و رفت تھی اور فرعون ان کے علم اور اصابت رائے پر اعتماد رکھتا تھا، مگر جب بنی اسرائیل کا استیصال کرنے کے لیے مصر کی شاہی کونسل میں مشورے ہونے لگے اور ان کے لڑکوں کو پیدا ہوتے ہی قتل کر دینے کا فیصلہ کیا گیا، تو انہوں نے فرعون کو اس غلط کام سے روکنے کی کوشش کی، اسے اس ظلم کے برے نتائج سے ڈرایا اور رائے دی کہ اگر ان لوگوں کا وجود آپ کے لیے ناقابل برداشت ہے، تو انہیں ان کے باپ دادا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ضعیفوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرنا انبیاء کی سنت ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو عورتوں کو دیکھا کہ بکریوں کو پانی پلانے کے لئے لائی ہیں، مگر ان کو لوگوں کے ہجوم کے سبب موقع نہیں مل رہا تو ان سے حال دریافت کیا۔

اسی طرح ضرورت کے وقت اجنبی عورت سے بات کرنے میں مضائقہ نہیں جب تک کہ کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

اسی طرح اگرچہ یہ واقعہ اس زمانے کا ہے جبکہ عورتوں پر پردہ لازم نہیں تھا، جس کا سلسلہ اسلام کے بھی ابتدائی زمانہ تک جاری رہا، ہجرتِ مدینہ کے بعد عورتوں کے لئے پردہ کے احکام نازل ہوئے، لیکن اس وقت بھی پردہ کا جو اصل مقصد ہے، وہ طبعی شرافت اور حیاء کی وجہ سے عورتوں میں موجود تھا کہ ضرورت کے باوجود مَردوں کے ساتھ اختلاط گوارا نہ کیا اور تکلیف اٹھانا قبول کیا۔ (جاری ہے............)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

کے ملک کنعان کی طرف ان کو نکال دیں، اس پر فرعون ان سے ناراض ہو گیا اور اس نے انہیں ذلت کے ساتھ اپنے دربار سے نکلوا دیا، اس وقت سے وہ اپنے ملک مدین میں اقامت گزریں ہو گئے تھے۔

ان کے مذہب کے متعلق قیاس یہی ہے کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی طرح وہ بھی دین ابراہیمی کے پیرو تھے، کیونکہ جس طرح حضرت موسیٰ اسحاق بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد تھے اسی طرح وہ مدیان بن ابراہیم کی اولاد میں سے تھے، یہی تعلق غالباً اس کا موجب ہوا ہوگا کہ انہوں نے فرعون کو بنی اسرائیل پر ظلم کرنے سے روکا اور اس کی ناراضی مول لی۔

طب و صحت مفتی محمد رضوان

چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط5)

کمر کا درد (Back Pain)

کمر میں درد ہونے کی صورت میں پانچ تولہ سونٹھ کو پیس کر دس تولہ خالص شہد میں ملائیں اور صبح وشام تین تین ماشہ کھائیں، اس کی وجہ سے کمر کا درد ٹھیک ہونے کے علاوہ بھول ہونے کی بیماری اور باہ یعنی مرد یا عورت کی مخصوص مردانہ یا زنانہ کمزوری بھی دور ہو جاتی ہے۔

اس بیماری کے دوران تیل، کھٹی اور بادی اور ثقیل اشیاء سے پرہیز کرنا چاہئے اور متاثرہ جگہ کو ہوا اور ٹھنڈک سے بچانا چاہئے۔

جوڑوں کا درد (Arthritis Pain)

بعض اوقات اور خاص طور پر عمر زیادہ ہونے پر جسم کے جوڑوں (مثلاً گھٹنے، انگلیوں وغیرہ) میں درد اور ورم ہو جاتا ہے، یہ بیماری زیادہ تر کھانے پینے کی بے احتیاطیوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، جب گوشت یا ثقیل اور بادی غذائیں زیادہ کھائی جاتی ہیں، اور نقل وحرکت کم کی جاتی ہے تو جوڑوں کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے، سردی لگنے، پانی میں بھیگنے، گیلے سیلے کپڑے دیر تک پہنے رہنے اور گیلی ونم دار جگہ میں رہنے سہنے سے بھی یہ بیماری پیدا ہو جاتی ہے، کبھی کسی جوڑ سے زیادہ کام لیتے رہنے سے بھی اس میں درد ہو جاتا ہے۔

اس مرض میں سردی سے بچنے کا اہتمام بہت ضروری ہے، اسی طرح ہر قسم کی بادی اور قابض اور کھٹی چیزوں سے پرہیز بھی بہت ضروری ہے۔

اس بیماری میں گھیکوار (یعنی ایلوویرا) کا گودا بہت مفید ہے، جس کو سادہ طریقہ پر کھانے کے علاوہ سالن بنا کر بھی کھایا جا سکتا ہے، اور تین عدد انجیر صبح نہار منہ کھانا بھی اس بیماری میں مؤثر ہے۔

اس کے علاوہ ہالون، کلونجی، میتھی اور اجوائن، ان چاروں چیزوں کو ہم وزن لے کر رکھیں اور روزانہ ایک چٹکی (یعنی تقریباً تین ماشہ) صبح کے وقت پانی کے ساتھ کھانا جوڑوں کے درد اور خاص کر کمر کے درد میں مفید ہے۔

لہسن پچیس گرام لے کر دیسی گھی پچاس گرام میں جلا کر اس تیل کی نیم گرم متاثرہ مقامات پر ہلکے ہاتھ سے

مالش کریں۔اس بیماری سے بچاؤ کے لئے ادرک اور دیسی لہسن کا کثرت سے استعمال کریں۔

اعصابی کمزوری، کھچاؤ اور تناؤ (Neurological Disorder)

بعض اوقات اعصاب میں کھچاؤ اور تناؤ ہوتا ہے، جو کہ بعض اوقات اتنا شدید ہوتا ہے کہ پاؤں اور پنڈلی وغیرہ کا پٹھا ایک جگہ کھچ کر اور اکڑ کر رہ جاتا ہے، جس سے مریض کو شدید تکلیف ہوتی ہے، اور اس کو ''بائیٹے آنا'' بھی کہا جاتا ہے۔

اعصاب میں کھچاؤ اور تناؤ یا اکڑاہٹ کا سبب اعصابی کمزوری ہوا کرتا ہے، جس کے دور کرنے کے لئے روزانہ سات عدد بادام کی گری رات کو پانی میں بھگو دیا کریں اور صبح کے وقت ان کو چھیل کر نیم گرم دودھ یا پانی کے ساتھ استعمال کیا کریں۔

یا پھر تل ایک چمچ تھوڑی سی شکر کے ساتھ ملا کر صبح اور شام چبا لیا کریں۔

کلونجی 50 گرام کو پیس کر روغنِ زیتون 50 گرام اور شہد 200 گرام میں حل کر کے محفوظ رکھیں، اور یہ محلول ایک چمچ دن میں تین مرتبہ نیم گرم پانی یا دودھ کے ساتھ استعمال کریں، اور جسم میں درد اور اعصابی کھچاؤ والے مقام پر اس کی مالش بھی کریں۔

یہ نسخہ اعصابی کھچاؤ اور تناؤ کے لئے انتہائی مفید ہے۔

بادام، کھجور، کالی مرچ خوب چبا کر کھائیں، اور رات کو روزانہ بادام کی گری پانچ عدد، کھجور تین عدد اور سیاہ مرچ تین عدد دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔

رعشہ (Parkinsonism)

رعشہ اس مرض کو کہا جاتا ہے، جس میں عام طور پر مریض کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگتے ہیں، بعض اوقات گردن بھی کانپنے اور ہلنے لگتی ہے، یہ مرض اکثر و بیشتر بڑھاپے میں ہوتا ہے، اور کسی کو اس سے پہلے بھی ہو جاتا ہے۔

رعشہ کے مریض کو رنج و غم اور غصہ سے محفوظ رکھنا ضروری ہے، کیونکہ یہ چیزیں اس بیماری کے پیدا ہونے اور بڑھنے کا سبب بنتی ہیں، اس کے علاوہ ہضم کی خرابی اور قبض کو دور کرنا بھی بہت ضروری ہے، اسی طرح مشت زنی اور کثرت سے مباشرت کرنا بھی اس مرض کا سبب ہوتا ہے، ایسے مریض کو ادھ پکے یعنی ہاف بوائل انڈے روزانہ صبح کو کھلانا چاہئے۔

اور دودھ، دیسی گھی اور بادام کا استعمال کرنا چاہئے۔

کالا دانہ تین ماشے روزانہ صبح کو دو تین گھونٹ پانی سے اکیس دن تک استعمال کرتے رہنے سے رعشہ کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔

بالچھڑ ایک تولہ کو تھوڑا سا کوٹ کر دس چھٹانک پانی میں رات کو بھگولیں، اور صبح نتھار کر بوتل میں محفوظ رکھیں، اور پانچ تولہ یہ مشروب دن میں تین بار پئیں، رعشہ کے لئے مفید ہے۔

سر کا درد (Headache)

سر کا درد بعض اوقات گرمی کی وجہ سے ہوتا ہے اور بعض اوقات سردی کی وجہ سے، کبھی نزلے کے بند ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے، اور کبھی دماغ کی کمزوری کی وجہ سے اس کی شکایت ہوجاتی ہے، اور بعض اوقات معدے اور آنتوں وغیرہ اعضاء کے امراض، مثلاً بدہضمی، قبض وغیرہ دردِ سر کا سبب ہوا کرتے ہیں، کبھی بخار کی شدت سے سر میں درد ہونے لگتا ہے اور کبھی ناک میں کیڑے پیدا ہونے کی وجہ سے بھی سر میں درد ہوتا ہے، بعض اوقات سر میں اتنا شدید درد ہوتا ہے کہ مریض اس کی تاب نہ لاکر اپنا سر دیوار سے ٹکرانے لگتا ہے۔

اگر دردِ سر گرمی کی وجہ سے ہو تو ٹھنڈے پانی سے نہائیں اور ٹھنڈی جگہ جہاں روشنی نہ ہو، آنکھیں بند کر کے آرام سے لیٹ جائیں۔

خشک دھنیا کو ہرے دھنیا کے پانی میں یا سادہ پانی میں پیس کر پیشانی اور کنپٹیوں پر لیپ کرنے سے بھی گرمی سے ہونے والے سر کے درد کو فائدہ ہوتا ہے۔

اگر دردِ سر سردی کی وجہ سے ہو تو گرم جگہ پر لیٹ جائیں، جہاں سرد ہوا کے جھونکے نہ لگیں اور گرم گرم دودھ یا چائے پئیں۔

سردی کی وجہ سے ہونے والے سر کے درد میں گیہوں کے آٹے کی بھُوسی اور نمک دو دو تولے لے کر باریک کپڑے میں پوٹلی باندھ لیں اور اس کو توے پر گرم کر کے پیشانی اور کنپٹیوں کو سینکیں۔

اگر دردِ سر نزلہ وزکام کی شدت کی وجہ سے ہو تو لوہے کی کڑاہی یا توے کو آگ پر تپا کر اس میں پانی اور تھوڑا سا نمک ڈالیں، اس کے بعد یہ پانی نیم گرم پئیں۔

اگر دردِ سر نزلہ کے بند ہوجانے کی وجہ سے ہو تو چونا بغیر بُجھا ہوا اور نوشادر چھ چھ ماشہ لے کر باریک پیسیں اور بوتل میں ڈالیں اور اس میں چند قطرے پانی ڈال کر تھوڑی دیر بعد سونگھیں۔

اگر دردِ سر ناک میں کیڑے پیدا ہونے کی وجہ سے ہو، تو ناک کے کیڑوں کا علاج کرنا چاہئے۔

اگر دردِ سر بدہضمی کی وجہ سے ہو تو ایک دو وقت کھانا نہ کھائیں۔
اور اگر دردِ سر قبض اور ریاح وگیس پیدا ہونے کی وجہ سے ہو، تو قبض اور گیس وریاح کو دور کرنے کی تدابیر اختیار کریں۔
پیدل چلنے پھرنے، چہل قدمی اور ہلکی پھلکی ورزش کا اہتمام کریں، بلکہ روزانہ اس کا معمول بنائیں۔
سر میں شدید درد کے وقت سرخ پھٹکری توے وغیرہ پر تھوڑی سی بھون کر اور چھوٹی الائچی کے بیج اتنی ہی مقدار میں لے کر الگ الگ کوٹ لیں اور سفوف بنا کر دونوں کو ایک ساتھ ملا کر ایک گرام کی مقدار تازہ پانی کے ساتھ کھائیں، کالی مرچ کا کثرت سے استعمال کریں۔

آدھے سر کا درد (Migraine)

آدھے سر کا درد عام طور پر سر میں دائیں یا بائیں طرف ہوتا ہے، اور یہ دورے کے ساتھ ہوا کرتا ہے، یہ درد بہت شدید ہوتا ہے، اس کا دورہ شروع ہونے سے پہلے انسان کی طبیعت سست اور نڈھال ہو جاتی ہے، سر چکرانے لگتا ہے، کنپٹی اور بھوؤں میں ہلکا ہلکا درد ہونے لگتا ہے، جو آہستہ آہستہ بڑھ کر اتنا تیز ہو جاتا ہے کہ سر پھٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے، بعض اوقات آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہے، اور چنگاریاں سی اڑنے لگتی ہیں، آواز اور روشنی کی برداشت نہیں رہتی، جی متلانے لگتا ہے، اور اُبکائیاں آنے لگتی ہیں، اور آخرکار درد ایک طرف کی کنپٹی میں ٹھہر جاتا ہے، یہ درد تین چار گھنٹے سے لے کر چوبیس گھنٹے تک قائم رہ سکتا ہے، اس کے بعد مریض کو نیند آجاتی ہے، تو جاگنے کے بعد درد غائب ہو جاتا ہے، اچھا ہو جانے کے چند روز بعد اور کبھی تین چار ہفتے کے بعد اور کبھی اس سے بھی زیادہ وقفہ کے بعد پھر اس درد کا دورہ شروع ہو جاتا ہے۔
جب کسی کو اس طرح آدھے سر کے درد کا دورہ پڑے، تو مریض کو آرام سے کسی ایسے کمرے میں لیٹنے کی ہدایت کریں، جس میں روشنی کم ہو، اور اس کے پاس شور وغل نہ ہونے دیں، اور کھانے کے لئے کوئی غذا نہ دیں، اور اگر سر کا درد شروع ہونے سے پہلے کوئی غذا کھالی ہو، تو ایک گلاس نیم گرم پانی میں نمک ملا کر پلائیں، اور حلق میں انگلی ڈال کر قے کرائیں، اور اگر قبض ہو، تو اس کو دور کرنے کے لئے پوست ہلیلہ زرد کو پیس چھان کر ذرا سا نمک ملا کر چھ ماشے رات کو پانی کے ساتھ دیں۔
سونٹھ کا سفوف دن میں دو تین مرتبہ استعمال کرنے سے بھی آدھے سر کے درد میں افاقہ ہوتا ہے۔
ریٹھے کا چھلکا پانی میں گِھس کر ناک میں ٹپکائیں، اس سے چھینکیں آکر اور ناک سے پانی بہہ کر سر کا درد دُور

ہوجاتا ہے۔

کالی مرچ کا کثرت سے استعمال کریں، جب آدھے سر کا دورہ پڑے، تو کالی مرچ منہ میں خوب چبا کر اس کا عرق چوستے رہیں۔

اس کے علاوہ نوشادر ایک تولہ، کافور ایک ماشے کو باریک کھرل کر کے بوتل میں بند کر کے رکھیں، آدھے سر میں درد کے وقت ایک چٹکی ناک میں چڑھائیں۔

رائی تین ماشے کو پانی میں پیس کر کنپٹی پر لیپ کریں، اس سے بھی آدھے سر کا درد دور ہوجاتا ہے۔

کبھی کبھی آدھے سر کا درد عام جسمانی کمزوری، خاص کر دماغی کمزوری سے بھی ہوا کرتا ہے، ایسی صورت میں صبح سویرے پاؤ سیر (1/4 کلو) دودھ میں دو تولے خالص گھی ملا کر پئیں، یا مکھن دو تین تولے میں چینی ملا کر کھائیں، یا دودھ میں چار پانچ چھوارے جوش دیں، پھر اس دودھ میں خالص گھی بقدرِ ضرورت ملا کر پئیں۔

اس بیماری سے بچنے کے لئے ہضم کو درست رکھیں، روزانہ پیدل چلنے، چہل قدمی کرنے اور اپنے حسبِ حال ورزش اور نقل و حرکت کا معمول بنائیں۔

صبح نہار منہ بادام کی گری اور کالی مرچ خوب چبا کر کھائیں، اور بعد میں دونوں پانچ پانچ عدد دودھ کے ساتھ کھائیں۔

عرق النساء کا درد (Sciatica)

عرق النساء عربی زبان کا نام ہے، جس کو انگریزی زبان میں ''سیاٹیکا'' (Sciatica) کہا جاتا ہے۔

عرق النسا کا درد سُرین یعنی کولہے کے نیچے سے چلتا ہے، اور ران کی پچھلی اور بیرونی طرف سے ہوتا ہوا گھٹنے کے جوڑ تک یا اس سے بھی نیچے پاؤں یا انگوٹھے تک پہنچا کرتا ہے۔

عام طور پر یہ درد ہلکا ہلکا شروع ہوتا ہے اور پھر تیز ہوتا جاتا ہے، جس سے مریض بے چین ہو کر رہ جاتا ہے اور چیخ تک نکلنے لگتی ہے۔

حدیث میں عرق النساء کے درد کا یہ علاج آیا ہے کہ:

مینڈھے کی چکتی (یعنی دُم والی چربی) لے لی جائے، جو نہ زیادہ چھوٹی ہو، اور نہ زیادہ بڑی ہو، پھر اس کو پگھلا کر روغن نکال لیا جائے، پھر اس روغن کے تین حصے کر لیے جائیں، اور ہر دن نہار منہ ایک ایک حصہ کو تین دن تک پی لیا جائے (مسند احمد)

عرق النساء کے علاج کے لئے حرمل کا سفوف بنا کر تین گرام روزانہ رات کو بارہ دن تک پانی کے ساتھ کھانا بھی مفید ہے۔

ہینگ پچاس ملی گرام کو صبح، دو پہر اور شام کے وقت پانی کے ساتھ کھانا بھی عرق النساء میں مفید ہے۔

اس کے علاوہ لہسن کی تین تُریاں روزانہ پانی کے ساتھ کھائیں اور لہسن پچیس گرام کو پچاس گرام گھی یا تلوں کے تیل میں جلا کر متاثرہ مقام پر ہلکے ہاتھ سے مالش کریں۔

مہندی کی تازہ پتیاں ایک پاؤ لے کر ایک پاؤ پانی میں اتنا جوش دیں کہ نصف پانی باقی رہ جائے، اسے چھان کر تل کا تیل ایک پاؤ ملا کر آگ پر اتنی دیر پکائیں کہ پانی کا حصہ جل کر صرف تیل باقی رہ جائے، عرق النسا اور گنٹھیا میں اس تیل کی مالش مفید ہے، نیز کچھ عرصہ تک بالوں پر اس تیل کے لگانے سے بالوں میں سیاہی بھی آتی ہے۔

عرق النسا کے درد میں کسی مستند ماہر سے حجامہ یا سینگی Cupping Therapy کا عمل کرالینا بھی انتہائی مفید ثابت ہوتا ہے۔

اس بیماری میں ٹھنڈی، ثقیل، بادی اور تر چیزوں سے جن سے کہ ریاح اور بلغم زیادہ پیدا ہو، پرہیز کرنا لازم ہے، چاول، دہی، بھنڈی، پالک وغیرہ اور تُرش اشیاء آڑو، نارنگی وغیرہ اس مرض میں مضر ہوتی ہیں، برف کا ٹھنڈا پانی پینے اور سرد پانی سے غسل کرنے سے بھی پرہیز رکھنا چاہئے۔

اس مرض میں دودھ، خربوزہ، کدو، بکری کا شوربہ، چپاتی، مرغ کا بھنا ہوا گوشت، مونگ یا ارہر کی دال، انڈوں کی زردی وغیرہ حسبِ عادت استعمال کرنا نفع بخش ہے۔

چوٹ کا درد یا تکلیف (Injuring)

اگر کسی جگہ چوٹ لگنے سے جلد یعنی کھال کے نیچے خون جم گیا ہو یا چوٹ لگنے سے درد ہو رہا ہو، تو ہلدی تین ماشہ باریک پسی ہوئی نیم گرم دودھ کے ساتھ پھانکیں یا دودھ میں گھوٹ کر پئیں۔

یا بینگن کو آگ میں یا توے پر تھوڑا سا بھون کر اس کا پانی نچوڑ کر پانچ تولہ میں تھوڑا گڑ ملا کر پئیں۔

یہ اوپر کے دونوں نسخے اندرونی اور بیرونی چوٹ اور اس سے پیدا ہونے والی تکلیفوں کو دور کرنے میں مؤثر ہیں۔

اس کے علاوہ چونا اور ہلدی ملا کر ذرا گرم کر کے متاثرہ مقام پر سینکنے یا باندھنے سے بھی چوٹ کے درد میں افاقہ ہوتا ہے۔

(جاری ہے.........)

اخبارِ ادارہ مفتی محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

☐...... 26/محرم، 3/10/17/صفر، بروز جمعہ، متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

☐...... 21/محرم/5/12/صفر، اتوار کی ہفتہ وار علمی اصلاحی مجلس حضرت مدیر صاحب کی حسبِ معمول منعقد ہوئی، 28/محرم کو حضرت مدیر صاحب کی مصروفیت کی وجہ سے مجلس موقوف رہی، 12 صفر کی مجلس، حضرت مدیر صاحب کی نیابت میں مفتی محمد یونس صاحب نے کی۔

☐...... 18/25/محرم، اور 2/16/صفر، جمعرات، بعد ظہر، ادارہ میں شعبہ حفظ کی ہفتہ وار بزمِ ادب انعقاد پذیر ہوئی، اتوار بعد ظہر شعبہ ناظرہ کی تربیتی بزم بھی حسبِ سابق ہوتی رہی۔

☐...... 25/محرم، جمعرات، دارالافتاء کے رفقاء مفتی محمد یونس صاحب اور مولانا عبدالسلام صاحب کی معیت میں صبح تیز گام ایکسپریس سے کراچی کے سفر پر تشریف لے گئے، ایک ہفتہ کے اس مطالعاتی دورہ میں حضرات نے کراچی کے جامعات، ڈیرہ غازی خان، ملتان اور لاہور کے علمی اداروں، بزرگوں، شخصیات اور مقامات کی زیارت کی، آئندہ جمعرات 2/صفر کو علی الصباح بعافیت بحمداللہ واپس پہنچے۔

☐...... 5/صفر، اتوار، شعبہ ناظرہ بنین وبنات کی تمام جماعتوں اور شعبہ دراساتِ دینیہ للبنات کی جماعت کا سہ ماہی امتحان ہوا۔

☐...... 8/صفر، بدھ، شعبہ حفظ کا سہ ماہی امتحان مولانا محمد ناصر صاحب نے لیا، جمعرات 9/صفر کو تعلیمی شعبوں میں تعطیل رہی۔

☐...... 8/صفر، بدھ، علی الصباح حضرت مدیر صاحب، مولانا آفتاب احمد صاحب کی دعوت پر مرغز، ضلع صوابی کے سفر پر تشریف لے گئے، جہاں مولانا آفتاب احمد صاحب کے مدرسہ دار العلوم عبیدیہ کے سالانہ جلسہ بسلسلہ دستار بندی فضلاء میں، آپ مدعو تھے، اس موقعہ پر علاقہ کے علماء، فضلاء کے لیے آپ کا خصوصی بیان رکھا گیا تھا، جلسہ کے بعد اہلِ علم کے ساتھ خصوصی مجلس ہوئی، کثیر تعداد میں پورے علاقے کے اہلِ علم تشریف لائے تھے، حضرت مدیر صاحب کا لگ بھگ ڈیڑھ گھنٹے پر مشتمل خطاب بھرپور انہماک، توجہ اور دلچسپی سے سنا گیا، خطاب کا مرکزی نکتہ یہ تھا:

''عصرِ حاضر میں فقہی مجتہَد فیہ مسائل میں موجود لچک اور اس باب میں شریعت کی دی ہوئی

Idara Ghufran

آسانیوں سے اہلِ علم کو تمام فقہی ذخیرے کو سامنے رکھ کر آگاہی حاصل کرنے اور پھر جدید دور کی الجھنوں اور پیچیدگیوں میں امت کو حدودِ شرع میں رہتے ہوئے یُسر وآسانی بہم پہنچانے کا اہتمام کرنا چاہیے''

اس سفر میں مولانا طارق محمود صاحب (آپ اسی قصبہ ''مرغز'' کے ہیں، اور میزبانوں کے رفیق ومعاون ہیں، صبح اولاً آپ کے گھر جانا ہوا، وہاں پرتکلف ناشتہ کیا، مولانا طارق صاحب کے والد جناب بہادر خان صاحب فوج سے ریٹائر اور صاحبِ علم وفضل آدمی ہیں، نیک صالح بزرگ ہیں، ان سے ملاقات ہوئی) مولانا عبدالسلام صاحب، مولانا محمد ریحان صاحب اور بندہ امجد ہمراہ تھے، عصر کے بعد حضرت مدیر صاحب مولانا ذاکر حسین صاحب کے مدرسہ تحسین القرآن تشریف لے گئے، جہاں مولانا موصوف اور جناب ناظر صاحب سے علمی مجلس ہوئی، مغرب کے بعد وہاں سے روانگی ہوئی، رات ساڑھے آٹھ بجے بحمد اللہ تعالیٰ ادارہ واپس پہنچ گئے۔

□...... 10/صفر، جمعہ بعد مغرب، ادارہ کی مجلسِ فقہی کا اجلاس ہوا، جس میں علمی وتحقیقی رسائل کی اگلی جلدوں کی ترتیب وتدوین سے متعلق بات چیت ہوئی۔

□...... 12/صفر، اتوار، بوقتِ عصر، مولانا عبدالمتین صاحب (مہتمم: جامعہ عثمانیہ، لکی مروت) دارالافتاء تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ہوئی، مختلف فقہی مسائل پر گفتگو ہوئی۔

□...... 12/صفر، اتوار، بعد مغرب تا عشاء، یومِ والدین اور نتائجِ امتحان سہ ماہی سنانے کے سلسلے میں جلسہ ہوا، مفتی محمد یونس صاحب اور بندہ امجد کے بیانات ہوئے، نمایاں کارکردگی کے حامل بچوں، بچیوں کو انعام دیئے گئے۔

□...... 13/صفر، پیر، حضرت مدیر صاحب، کراچی کے چندروزہ دورہ پر تشریف لے گئے، ائرپورٹ سے حضرت مدیر صاحب جامعۃ الرشید (احسن آباد، کراچی) تشریف لے گئے، جہاں مفتی محمد صاحب اور دیگر اہلِ علم حضرات سے ملاقات ہوئی، اس کے بعد آپ دارالعلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن تشریف لے گئے، جہاں مفتی انعام الحق قاسمی صاحب اور دیگر اہلِ علم حضرات سے دارالافتاء میں ملاقات ومجالست ہوئی، یہاں سے فراغت کے بعد آپ جامعہ احتشامیہ (جیکب لائن، کراچی) تشریف لے گئے، مولانا تنویر الحق تھانوی (مہتمم: جامعہ احتشامیہ) اور مولانا محمد صدیق اراکانی (مدیر: حق نوائے احتشام، کراچی) سے ملاقات ہوئی، قبل مغرب آپ جامعہ اشرف المدارس تشریف لے گئے، وہاں پر مولانا حکیم محمد مظہر صاحب (مہتمم: جامعہ اشرف المدارس) سے ملاقات ہوئی، بعد مغرب حکیم صاحب کے بیان کے بعد حضرت مدیر صاحب اپنے عزیز جناب جمیل انور صاحب کے دولت خانہ پر تشریف لے گئے۔

□......14/صفر،منگل کے دن صبح آپ کا مدرسہ عربیہ جامع مسجد شہزادہ(گورومندر،کراچی) میں بیان ہوا، بیان کے بعد آپ دارالعلوم کراچی تشریف لے گئے، جہاں اگلے تین دن آپ کا قیام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کی خدمت میں رہا، منگل کے دن شام کو آپ جامعہ خلفائے راشدین(گریکس ماڑی پور، کراچی) تشریف لے گئے، جہاں پر مفتی احمد ممتاز صاحب سے ملاقات فرمائی۔

□......14/صفر، بدھ کی صبح، حضرت مدیر صاحب جامعہ فاروقیہ(شاہ فیصل کالونی، کراچی) تشریف لے گئے، جہاں دارالافتاء کے احباب بالخصوص مولانا مفتی سمیع اللہ صاحب کے ساتھ ملاقات ہوئی، ان تمام مقامات پر لے جانے کے لیے مولانا علی منیر صاحب(متعلم دورہ حدیث: جامعہ دارالعلوم کراچی) نے خدمت سرانجام دی، بدھ اور جمعرات کے دن آپ کا قیام دارلعلوم کراچی ہی میں رہا، اس دوران جامعہ کے دیگر اکابر واہلِ علم حضرات سے بھی ملاقات ہوئی۔

□......16/صفر، جمعرات کی شام آپ بذریعہ ریل ملتان تشریف لے گئے۔

□...... 17/صفر، جمعہ کے دن مغرب کے بعد آپ کا''مرکز رحماء بینہم''(جامع مسجد صدیقیہ، چوک نواں شہر، ملتان) میں مولانا عبدالحمید تونسوی صاحب زیدمجدہٗ کی دعوت پر بیان ہوا، بعدعشاء آپ جامعہ عمر بن خطاب، ملتان تشریف لے گئے، اور مولانا کریم بخش صاحب زیدمجدہٗ(مہتمم: جامعہ عمر بن خطاب) سے ملاقات فرمائی، اوران کی دعوت پر بعدعشاء جامعہ کے طلباء سے خطاب فرمایا۔

□......18/صفر، ہفتہ کے دن صبح آپ جامعہ خیرالمدارس ملتان تشریف لے گئے، مفتی محمد انور اوکاڑوی صاحب، مفتی عبداللہ صاحب اور مولانا محمد ازہر صاحب زیدمجدہم سے ملاقات فرمائی، اور مفتی محمد انور صاحب کی دعوت پر تخصص کے طلباء سے خطاب بھی فرمایا، ہفتہ کے دن دوپہر کو آپ لاہور کے لئے روانہ ہوئے، لاہور چند گھنٹے ہی ٹھہرنا ہوا، یہاں ڈاکٹر محمد طاہر مسعود صاحب(عبداللہ زبیر پرنٹرز، لاہور) کی معیت میں جناب لئیق احمد صاحب کے گھر عشائیہ میں شرکت کی، اوررات گئے راولپنڈی کے لیے روانہ ہوکر اتوار کے دن علی الصباح راولپنڈی واپس پہنچے، اس پورے سفر میں مولانا محمد ناصر صاحب بھی حضرت مدیر صاحب کے ہمراہ تھے۔

□......مولانا نورنواز صاحب کے ہاں 22/ذی الحجہ کو اور مولانا الطاف صاحب(معین منتظم: تعمیرِ پاکستان سکول) کے ہاں 5/ذی الحجہ کو بیٹے کی ولادت ہوئی، اور مولانا محمد فرحان صاحب کے ہاں 17/ذی الحجہ کو بیٹی کی ولادت ہوئی، اور قاری محمد طاہر صاحب کے ہاں ہفتہ 18 صفر، کو بیٹے کی ولادت ہوئی، اللہ تعالیٰ تمام نومولودین کو دنیاوآخرت میں سعادت منداوروالدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔

اخبارِ عالم مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات و واقعات، حادثات و تغیرات

✍ 21/ اکتوبر/ 2016ء/ 19/ محرم/ 1437ھ: پاکستان: پاکستان اسٹاک ایکسچینج ایشیا کی بہترین مارکیٹ قرار، بہترین کارکردگی کے باعث کے ایس سی انڈیکس میں 27 فیصد اضافہ ہوا، امریکی اخبار ✍ 22/ اکتوبر: پاکستان: حکومت کا بجلی کی قیمتوں میں کمی کا فیصلہ، 2.76 روپے کی کمی ستمبر کی فیول ایڈجسٹمنٹ کی مد میں کی جائے گی ☎ پاکستان نائیجیریا کو 10 سپر مشاق طیارے فروخت کرے گا ✍ 23/ اکتوبر: پاکستان: چین پاکستان کو 8 عدد یوآن کلاس آبدوزیں فروخت کرے گا، آبدوز سمندر کے اندر 400 میٹر گہرائی میں 37 کلومیٹر فی گھنٹہ رفتار سے سفر کر سکے گی، ٹیکنالوجی بھی منتقل ہوگی ✍ 24/ اکتوبر: پاکستان: سی پیک کے تحت کراچی سے پشاور ریلوے لائن پر کام شروع، راہداری منصوبے کے تحت ٹریک کو دو رویہ کیا جائے گا ✍ 25/ اکتوبر: پاکستان: اسٹیٹ بینک نے 10 روپے کا سکہ جاری کر دیا ☎ کوئٹہ پولیس کالج ٹریننگ پر حملہ، 66 اہلکار شہید، 122 زخمی، بلوچستان، پنجاب اور پختونخوا حکومت کا سوگ کا اعلان ✍ 26/ اکتوبر: پاکستان: سعودیہ سے ڈی پورٹ 94 پاکستانی قیدی لاہور پہنچ گئے ✍ 27/ اکتوبر: پاکستان: کنٹرول لائن، بھارتی جارحیت کا منہ توڑ جواب، 5 فوجی ہلاک ✍ 28/ اکتوبر: پاکستان: سندھ ہائی کورٹ کا تمام شراب خانے بند کرنے کا حکم، تمام لائسنس منسوخ کر دیئے جائیں۔ عدالت ☎ نیپرا نے بجلی 2 روپے 77 پیسے فی یونٹ سستی کر دی ✍ 29/ اکتوبر: پاکستان: حجاج کو بہتر سہولیات کی فراہمی پر پاکستان پہلے نمبر پر آ گیا، 2015 میں پاکستان 16 ویں نمبر پر تھا، کئی سال جدوجہد کے بعد پہلی پوزیشن ملی ☎ اقوامِ متحدہ، جوہری تجربات پر پابندی کے معاہدے سی ٹی بی ٹی کی تجدید کی منظوری ✍ 30/ اکتوبر: پاکستان: پاک ترک بحریہ کی مشترکہ مشقیں، جنگی صلاحیتوں کا مظاہرہ ✍ 31/ اکتوبر: پاکستان: پی آئی اے کی اندرون ملک پروازوں میں اضافہ، روزانہ اضافی پروازیں شروع کر دی گئیں ✍ یکم/ نومبر: پاکستان: حکومت نے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کی سمری مسترد کر دی، قیمتیں برقرار رکھنے کا اعلان ☎ اقتصادی رابطہ کمیٹی، مختلف منصوبوں ک لیے اربوں روپے کی منظوری ✍ 2/ نومبر: پاکستان: پی آئی اے کا حج اور عمرہ کے لیے الگ شعبہ بنانے کا منصوبہ ✍ 3/ نومبر: پاکستان: بھارت کے مزید 5 سفارتی اہلکار تخریب کاری میں ملوث نکلے، ناپسندیدہ قرار دے کر بلک بدر کر دیا جائے گا ✍ 4/ نومبر: پاکستان: ایپکس کمیٹی اجلاس، اسٹریٹ کرائم میں ملوث ملزمان، اور منشیات فروشوں کے خلاف کاروائی کا فیصلہ ✍ 5/ نومبر: پاکستان: بلاک شدہ شناختی کارڈز کی تعداد 2 لاکھ 61 ہزار

ہوگئی، نادرا دستاویز ✍6/نومبر: پاکستان: 86 ممالک کی جیلوں میں 21ہزار سے زاید پاکستانی قید ✍7/نومبر: پاکستان: حکومت نے ٹیکس معلومات کے حصول کے لیے 9 ممالک کو خطوط لکھ دیے ✍8/نومبر: پاکستان: کوئٹہ 200 سے زاید فراری ہتھیار ڈال کر قومی دھارے میں شامل ✍9/نومبر: پاکستان: وزیرِاعظم کی ہدایت کے بعد نیا پلان ترتیب، شہروں میں رات 8 سے صبح 8 بجے تک لوڈشیڈنگ نہیں ہوگی ✍10/نومبر: پاکستان: را اور آئی بی کے مزید 5 ایجنٹ پاکستان سے بے دخل، پانچوں بھارتی سفارتکاروں کو واہگہ کے راستے سے بے دخل کیا گیا ✍11/نومبر: امریکہ: امریکہ بھر میں ٹرمپ کے خلاف مظاہرے، شیلنگ، سینکڑوں گرفتار ✍12/نومبر: بھارت اور جاپان کے درمیان متنازعہ سول جوہری معاہدہ طے ✍13/نومبر: ترکی: 93 سالہ پابندی کا خاتمہ، ترک فوج میں حجاب کرنے اور داڑھی رکھنے کی اجازت ✍14/نومبر: پاکستان: گوادر بندرگاہ سے تجارتی سرگرمیوں کا آغاز، وزیرِاعظم نے 300 کنٹینروں پر مشتمل پہلے تجارتی قافلے کو روانہ کیا، جبکہ آرمی چیف نے گوادر سے پہلے تجارتی بحری جہاز کی روانگی کا افتتاح کیا، 2 چینی جہاز لنگر انداز، چین کا پاکستان سے اظہارِ تشکر ✍15/نومبر: پاکستان: کنٹرول لائن پر بھارتی فائرنگ سے 7 فوجی شہید، پاک فوج کا بھرپور جواب، کئی بھارتی فوجی ہلاک ✍16/نومبر: پاکستان: دودھ میں ملاوٹ پر ایک سال 5 لاکھ روپے تک جرمانہ، قائمہ کمیٹی نے قانون منظور کرلیا ☎ پاکستان سے 10 ہزار میٹرک ٹن چاول کا تحفہ چین پہنچ گیا ✍17/نومبر: پاکستان: جنگی مشقیں 2 چینی جہاز کراچی پہنچ گئے، گوادر میں سیکورٹی بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔

✍18/نومبر: پاکستان: زرِمبادلہ ذخائر، تاریخ کی بلند ترین سطح پر، مہنگائی میں کمی، بجٹ خسارے میں مسلسل چوتھے برس کمی، شرح نمو گزشتہ برس سے زیادہ، اسٹیٹ بینک، سالانہ رپورٹ جاری ✍19/نومبر: پاکستان: سمندری دراندازی کی کوشش ناکام، پاک بحریہ نے بھارتی آبدوز کو بھگا دیا، قومی اسمبلی: بھارتی جارحیت کے خلاف مذمتی قرارداد منظور ✍20/نومبر: سعودی عرب: مسجدِ نبوی کی لائبریری میں سالانہ 5 لاکھ افراد کی آمد ریکارڈ، لائبریری میں 21 زبانوں کی ایک لاکھ 60 ہزار کتب موجود، ڈیجیٹل سہولیات بھی شامل۔